REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3.

جلد ۳۵ — شمارہ ۲۲

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: خورشید احمد انور
نائبین: بشارت احمد حمید، شکیل احمد طاہر

شرح چندہ
سالانہ ۳۶ روپیہ
ششماہی ۱۸ روپے
ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ۱۲۰ روپے
فی پرچہ ۷۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN-143516

اخبارِ احمدیہ

لندن ۲۵ ہجرت (مئی) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارے ہفتہ زیر اشاعت کے دوران موصول ہونے والی اطلاع کے مطابق حضور پُرنور لندن میں بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں اور مہمات دینیہ کے سر کرنے میں ہمہ تن معروف ہیں۔ الحمد للہ۔ احباب جماعت اپنے پیارے امام ہمام کی صحت وسلامتی اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

● محترمہ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت بوجہ پیرانہ سالی کمزور چلی آرہی ہے۔ احباب سیدہ ممدوحہ کی کامل صحت یابی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔ ● مقامی طور پر محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان مع جملہ درویشانِ کرام و احباب جماعت خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

● رمضان المبارک میں ہر دو مرکزی مساجد میں نماز تراویح اور درس القرآن و حدیث کا سلسلہ جاری ہے۔ قرآن مجید کا درس ۲ تا ۱۶ رمضان مکرم مولوی عبد القادر صاحب دہلوی نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ نے دیا۔ اور ۱۷ تا ۱۹ رمضان مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد درس دے رہے ہیں۔ جبکہ مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اور مسجد اقصیٰ میں ۵ ارمضان سے مکرم ملک محمد انعام صاحب غوری حدیث شریف کا درس دینے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

۱۹ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ — ۲۹ ہجرت ۱۳۶۵ ہش — ۲۹ مئی ۱۹۸۶ء

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے

ہندوستان کے مقاماتِ مقدسہ قادیان اور دہلی میں شاندار مرکز وغیرہ کی تعمیر کے سلسلہ میں

ایک نئی مالی تحریک ”توسیع مکان بھارت فنڈ“ کے قیام کا اعلان

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ مارچ ۱۹۸۶ء بمقام مسجد فضل لندن میں احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے ”توسیع مکان بھارت فنڈ“ کی تحریک فرمائی اور احباب جماعت بھارت کو خصوصیت کے ساتھ اس فنڈ میں حصہ لینے کی تاکید فرمائی۔

حضور نے خطبہ کے آخری حصہ میں فرمایا:۔

”پہلے ہندوستان میں بعض نمایاں قربانی کرنے والے احباب موجود تھے۔ لیکن ایک یا دو یا چند آدمیوں کی قربانی سے جماعت کی قربانی کا فرض پورا نہیں ہوتا۔ اور قربانی کا یہ مفہوم کہ محض ضرورت پوری ہو جائے یہ دنیاوی مفہوم ہے دین میں قربانی کا یہ مفہوم ہے اور وہی اصل ہے کہ قربانی کرنے والے کا دل پاک و صاف ہو۔ اور خدا کے ہاں اُس کا مرتبہ بلند ہو۔ چنانچہ اگر جماعت پورے طور کی پوری قربانی میں شامل نہ ہو یا اپنے معیار کو بلند نہ کر رہی ہو تو مجموعی طور پر جماعت نقصان میں رہے گی۔ اب صورتِ حال یہ ہے کہ ہندوستان کی جماعتی ضروریات بہت تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہیں۔ جماعتوں میں بھی نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اموال میں بھی برکت ہوئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہندوستان کی جماعت مالی لحاظ سے اپنے پیروں پر کھڑی نہیں ہوئی۔ اب جو جماعت کی طرف سے فوری ضرورتیں سامنے آگئی ہیں اُن میں مقاماتِ مقدسہ کی ضروری مرمتیں ہیں۔ اسی طرح دہلی میں جماعت کا شاندار مرکز بننے والا ہے۔ کانپور میں جماعت کو مرکز کی ضرورت ہے۔ اور بھی بہت سی ضرورتیں ہیں۔ میرے خیال میں چالیس پچاس لاکھ روپے تک کی ضرورت ہے۔ مگر میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہندوستان کی جماعتوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ بیرونِ ہندوستان عام تحریک نہ کی جائے۔“

اس سلسلہ میں حضور نے تین صورتیں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ انہیں ملحوظ رکھتے ہوئے جو لوگ قربانی دینا چاہیں وہ پیش کریں:۔

● ایک تو یہ کہ ہندوستان کی جماعتیں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوشش کریں اور گذشتہ کوتاہیوں اور غفلتوں سے معافی مانگیں اور قربانی کے معیار میں دنیا کی باقی جماعتوں کے ساتھ چلنے کا عزم کر لیں۔ اگر عزم کریں گے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ توفیق بھی عطا فرما دے گا۔ حضور نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ ہندوستان کی جماعتوں میں یہ توفیق ہے کہ اگر چاہیں تو بہت آسانی کے ساتھ یہ معمولی رقم پوری کر سکتے ہیں۔

دُوسرے درجہ پر وہ لوگ ہیں جو ہندوستان کی جماعتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ مگر باہر چلے گئے ہیں۔ مثلاً امریکہ۔ یورپ۔ اور دیگر ممالک میں۔ اُن کی مالی حالت خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت تبدیل ہو چکی ہے۔ اگر یہ سارے چاہیں تو چالیس لاکھ کیا سارے چندوں کے علاوہ بھی کروڑوں روپیہ بھی پیش کر سکتے ہیں۔ میں اپیل کرتا ہوں اُن ہندوستان نژاد احمدیوں سے کہ وہ اس مالی قربانی میں آگے آئیں۔ اور

تیسرے درجہ پر میں اعلان کرتا ہوں کہ اگر کوئی انفرادی طور پر اپنا یہ حق جتلائے کہ قادیان کا تعلق ساری دنیا کی جماعتوں سے ہے۔ ہمیں اجازت دی جائے۔ تو ایسے شخص کی قربانی کو رد نہیں کیا جائے گا۔ کسی جماعت کو یہ حق نہیں کہ وہ یہ سمجھے کہ چونکہ عام تحریک نہیں کی گئی تھی اس لئے ان سے قبول نہیں کیا جائے گا۔ فرمایا کہ ان تین اصولوں کے تابع میں اس تحریک کا اعلان کرتا ہوں کہ ہندوستان کی ضرورتوں اور فوری ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے جماعت کو کم از کم چالیس لاکھ روپیہ اکٹھا کرنا چاہیئے۔ اور ساتھ یہ بھی آپ کو ضمانت دیتا ہوں کہ ضرورتیں بہرحال پوری ہوں گی۔ اوّل تو مجھے یقین ہے انشاء اللہ کہ جس طرح آج تک خدا تعالیٰ نے سلوک فرمایا ہے تنگی کے باوجود۔ ہر قسم کے حالات کی خرابی کے باوجود جماعت مالی قربانیوں میں ایسا اعلیٰ معیار دکھاتی ہے کہ عقل ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتی ہے۔ یقین نہیں آتا کہ انہی جیبوں میں جن کو بظاہر خالی کر دیا گیا تھا اُن سے پھر دوبارہ اللہ تعالیٰ نے یہ خزانے پیدا کر دیئے ہیں۔ بہرحال خدا تعالیٰ کے کام ہیں وہ خود کرے گا۔“

(بحوالہ ہفت روزہ ”النصر“ لندن مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۸۶ء صفحہ)

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۲ پر)

”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔“

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش: عبد الرحیم و عبد الرؤف، مالکان حمید ہارڈ مارٹ۔ صالح پور، کٹک (اڑیسہ)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان

Ahmadiyya Markazi Library
Receipt No. / 1-5-86 / 143516

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۹ ہجرت ۱۳۶۵ ہش

نظامِ وصیّت

بعض نادان جو افواہوں پر یقین کر لیتے ہیں، احمدیوں کے متعلق یہ نظریہ دلوں میں جمائے ہوئے ہیں کہ انہوں نے قادیان میں "جنّت دوزخ" بنا رکھی ہے۔ اور جن کو خدا تعالیٰ توفیق عطا فرماتا ہے وہ اِس جہت سے تحقیق کے لئے آجاتے ہیں۔ یہاں آکر جب حقیقتِ حال کو اُن افواہوں کے برعکس پاتے ہیں تو پھر بڑے شرمندہ ہوتے ہیں اور کئی تو صرف اِسی بہانے آکر قبولِ احمدیت کی توفیق پا لیتے ہیں —— حقیقت یہ ہے کہ جنّت کا تصوّر تو یہاں ضرور ہے مگر دوزخ کا وجود کوئی نہیں۔ لیکن مخالفوں کے کان میں جب "بہشت" کا لفظ پڑا تو انہوں نے شاید اِس خیال سے کہ جنّت کے تصوّر کے ساتھ دوزخ کا تصوّر لازمی ہے، یہ افواہ اُڑائی کہ احمدیوں نے قادیان میں "جنّت دوزخ" بنا رکھی ہے —— !!

بات دراصل یہ ہے کہ امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خُدا تعالیٰ کے اِذن سے ایک قبرستان کی بُنیاد رکھی جس کا نام بمطابق وحیِ الٰہی "بہشتی مقبرہ" رکھا گیا۔ اِس قبرستان کے متعلق حضور علیہ السلام کو بڑی بھاری بشارتیں عطا ہوئیں اور خدا تعالیٰ نے فرمایا اُنْزِلَ فِیْھَا کُلُّ رَحْمَۃٍ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اِس قبرستان میں اُتاری گئی ہے۔ تو ظاہر ہے ایسی عظیم رحمتوں سے وہی حصّہ لے سکتا ہے جو اپنے آپ کو اِس کا اہل بنائے چنانچہ حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر اِس مقبرہ میں دفن ہونے کے لئے ان بنیادی اوصاف کے علاوہ کہ وہ متّقی، محرّمات سے پرہیز کرنے والا اور صاف اور سچا مُسلمان ہو، ایک خاص شرط یہ عائد فرمائی کہ وہ اپنی آمد اور کُل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کا کم از کم دسواں حصّہ اشاعتِ اسلام اور تبلیغ احکامِ قرآن کے لئے وقف کرے —— ایسی وصیّت کرنے والے اور اس کے مطابق تازیست عملدرآمد کرنے والے کو "موصی" کہا جاتا ہے۔ اور بعد وفات اس کو اِس "بہشتی مقبرہ" میں دفن کیا جاتا ہے۔ یا اُس کا یادگاری کتبہ لگا دیا جاتا ہے —— !

اِس کی مثال تو ایسی ہی ہے جیسے محکمہ تعلیم نے نمایاں کامیابی کے لئے یہ معیار قائم کیا کہ جو طالب علم کم از کم ساٹھ فیصد نمبر حاصل کرے اس کی کامیابی درجہ اوّل میں شمار کی جائے گی اور جو کم از کم ۴۵ فیصد نمبر حاصل کرے وہ درجہ دوم میں اور جو اس سے کم معیار کے ہوں وہ سب درجہ سوم میں شمار ہوں گے۔ تو کیا کوئی اعتراض کر سکتا ہے کہ یہ امر تو طلباء کے درمیان بلاوجہ تفریق کرنے اور بعض کی حوصلہ شکنی کرنے کے مترادف ہے، ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ انتظام تو وہی ہے جس کا نقشہ قرآنِ کریم نے پیش فرمایا ہے کہ فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ کہ نیکیوں میں ایک دُوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتے رہو۔ اور جب تک منزلیں مقرر نہ کی جائیں تب تک کیسے پتہ لگے گا کہ کون آگے نکل گیا اور کون پیچھے رہ گیا —— !

خصوصًا اِس زمانہ میں جبکہ اشاعتِ اسلام اور تبلیغ احکامِ قرآن کا مشن عالمگیر وسعت اختیار کر چکا ہے ایک ایسے نظام کی ضرورت تھی جس میں مومنوں کو شاہراہِ غلبۂ اسلام پر مُسابقت کی رُوح کے ساتھ دوڑ لگانے کے لئے تیار کیا جا سکے۔ اِسی لئے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں ہر احمدی کو اِسلام کے بُنیادی رُکن "زکوٰۃ" کی ادائیگی کے علاوہ اپنی آمد کا سولہواں حصّہ اشاعتِ اسلام کے لئے ادا کرنا لازمی قرار دیا وہاں اِس سے زائد یعنی کم از کم دسویں حصّے کی قُربانی پیش کرنے والوں کے لئے ایک علیحدہ معیار مقرر فرمایا جو "نظامِ وَصِیَّۃ" کے نام سے موسوم ہے۔ حضور علیہ السلام نے نادان معترضوں کو متنبہ کرتے ہوئے واضح فرمایا کہ :—

"کوئی نادان اِس قبرستان کو اور اس انتظام کو بدعت میں داخل نہ سمجھے۔ کیونکہ یہ انتظام حسبِ وحیِ الٰہی ہے۔ انسان کا اس میں دخل نہیں۔ اور کوئی یہ خیال نہ کرے کہ صرف اِس قبرستان میں داخل ہونے سے کوئی بہشتی کیونکر ہو سکتا ہے؟ کیونکہ یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ زمین کسی کو بہشتی کر دے گی۔ بلکہ خدا کے کلام کا یہ مطلب ہے کہ صرف بہشتی ہی اس میں دفن کیا جائے گا۔"

(رسالہ الوصیت صفحہ ۴ حاشیہ)

پھر اِس بہشتی مقبرہ کے لئے حضور علیہ السلام نے خاص دُعائیں کی ہیں۔ ان دُعاؤں میں آپ نے وہ سب کچھ بیان کر دیا ہے جو نظامِ وصیّت کی غرض و غایت ہے۔ چنانچہ آپ ان الفاظ میں دُعا کرتے ہیں :—

"میں دُعا کرتا ہوں کہ خدا اِس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے اور یہ اِس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دُنیا پر مقدم کر لیا۔ اور دُنیا کی محبت چھوڑ دی۔ اور خدا کے لئے ہو گئے۔ اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی۔ اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یا ربّ العٰلمین۔

پھر میں دُعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا! اِس زمین کو میری جماعت میں سے اُن پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہو چکے۔ اور دُنیا کی اغراض کی مِلونی اُن کے کاروبار میں نہیں۔ آمین یا ربّ العٰلمین۔

پھر میں تیسری دفعہ دُعا کرتا ہُوں کہ اے میرے قادر کریم اے خدائے غفور و رحیم تو صرف اُن لوگوں کو اِس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرضِ نفسانی اور بدظنّی اپنے اندر نہیں رکھتے۔ اور ..... جن سے تو راضی ہے ...... آمین یا ربّ العٰلمین"

اِس دُعا سے ظاہر ہے کہ اِس قبرستان میں دفن ہونے والے خوش نصیبوں کو کن اوصاف سے متّصف ہونے کی ضرورت ہے۔ یعنی دین کو دُنیا پر مقدم کرنے والے۔ پاک دل۔ پاک نفس اور اصحاب رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح صدق و وفاداری کا نمونہ دکھلانے والے۔ اور بیعت کا مفہوم سمجھتے ہُوئے امام الزمان علیہ السلام کے ساتھ سچا اور پختہ تعلق رکھنے والے اور راہِ مولیٰ میں ہر قربانی کے لئے تیار رہنے والی پاک روحوں کی خوابگاہ بننے کے لئے اِس بہشتی مقبرہ کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اور جن مخلصین کے اندر یہ اوصاف پیدا ہو جائیں اُنہیں کو قرآن مجید جنّت کی بشارت دے رہا ہے۔

لیکن جیسا کہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے حالیہ خطبات میں نہایت تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے، اِس آسمانی اور رُوحانی نظامِ وصیّت کی اہمیت و قدر و منزلت بعض ذہنوں سے اُترتی نظر آرہی ہے۔ اِس لئے حضور انور نے دونوں سمتوں سے ایسے مُوصی صاحبان کو تنبیہہ فرمائی ہے۔ یعنی اُن کو بھی جو تقویٰ و طہارت، اور پرہیزگاری کی طرف سے غفلت برت رہے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اِس رُوحانی نظام میں داخل ہونے کے لئے صرف مالی قربانی کر دینا ہی کافی ہے۔ اور اُن کو بھی جن کی مالی قربانیوں کا معیار تقویٰ سے عاری ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بڑی وضاحت کے ساتھ مختلف مثالیں دے کر اِس مسئلہ پر بصیرت افروز روشنی ڈالی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ یہ سودا جو خدا تعالیٰ سے کیا جا رہا ہے اس میں بد دیانتی کر کے وہ کس کو دھوکا دینا چاہتے ہیں؟ نظامِ سلسلہ کو یا اپنے آپ کو؟

حضور نے فرمایا کہ اِس قسم کی بد دیانتی کرنے والوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسی بد دیانتیاں اُن کے سارے اموال کی قُربانی کو ضائع کر دیتی ہیں۔ حضور انور نے مثالیں دے کر سمجھاتے ہُوئے فرمایا، بعض لوگ وصیّت کے نظام میں داخل ہو کر مالی قربانیوں کا عہد کرتے ہیں۔ لیکن دُوسری طرف لکھوکھہا کی جائیدادیں اپنے نام خرید کر چندہ وصیّت ادا کرنے کے بعد ورثاء کی طرف منتقل کرنے کی بجائے اپنی غیر موصی اولاد کے نام خریدتے چلے جاتے ہیں اور خود ہی قابض رہتے ہیں۔ بعض تاجر اپنے سارے اخراجات کمپنیوں کے نام ڈالتے ہیں اور خود اُس کمپنی کے مالک ہوتے ہوئے وصیّت کے فارم میں معمولی رقم لکھواتے ہیں جو وہ ظاہراً جیب خرچ کے طور پر ماہانہ اُس کمپنی سے وصول کرتے ہیں۔

اِسی طرح اور بہت سی مثالوں کو مختلف پیرایوں میں بیان کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :—

"وصیّت کا معاملہ ہو یا چندہ عام کا معاملہ ہو اگر آپ اپنے تقویٰ کے مطابق مجرم ٹھہرتے ہیں تو جماعت کے علم میں وہ بات آئے یا نہ آئے خدا کو کچھ بھی نہیں پہنچے گا۔ ساری عمر آپ کی قربانیاں بے کار جائیں گی۔ ہو سکتا ہے کروڑوں روپیہ آپ نے دیا ہو۔ لیکن اگر وہ تقویٰ سے عاری ہے تو اللہ تعالیٰ نے تو پہلے ہی کھول کے اعلان کر دیا تھا کہ بدن مجھے پہنچتے نہیں۔ تقویٰ مجھے پہنچتا ہے۔ وہ تم نے بھیجا نہیں تھا اس لئے یہاں آکر اپنے کھاتے میں کیا تلاش کر رہے ہو جو چیز چلی ہی نہیں گھر سے وہ وہاں پہنچے گی کیسے؟"

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں اِس رُوحانی نظام کی باریکیوں کو سمجھنے اور پھر تقویٰ کے مطابق اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

اِس خصوص میں درخواست ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد فرمودہ خطبات جُمعہ مورخہ ۲۱ فروری ۸۶ء اور ۲۸ مارچ ۸۶ء مطبوعہ بدر بتحریر ۲۲ مئی ۱۹۸۶ء اور اشاعت ہذا ۲۹ مئی ۱۹۸۶ء کا خاص طور پر بالاستیعاب مطالعہ کیا جائے۔ بہتر ہوگا کہ ان خطبات کے کیسٹ منگوا کر جماعتی اور انفرادی طور پر سنیں۔ وباللہ التوفیق ٭

(محمد انعام غوری، قائم مقام ایڈیٹر)

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ مارچ ۱۹۸۶ء

میں موصیان کو نصیحت کرتا ہوں کہ ابھی وقت ہے زندگی میں ہی اپنے معاملات خدا تعالیٰ سے درست کر لیں

یہاں جو کچھ بھی لکھا ہوا ہو یہ دفتر وصیت کا کھاتہ وہاں منتقل نہیں ہوگا وہاں تو کراماً کاتبین کے کھاتے اور ہیں

خدا کی اکاؤنٹینسی کے حساب اور ہیں ان کو پیش نظر رکھ کر اپنے معاملات درست کریں دنیا کی اکاؤنٹینسی کے دھوکے میں مبتلا نہ رہیں

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مورخہ ۲۸ر امان ۱۳۶۵ ہش مطابق ۲۸ر مارچ ۱۹۸۶ء کو بمقام مسجد فضل لندن جو پُر معارف اور بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا کیسٹ کی مدد سے احاطہ تحریر میں لاکر ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین کر رہا ہے۔ (قائم مقام مدیر)

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے مندرجہ ذیل آیت قرآنیہ کی تلاوت فرمائی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

(البقرہ : ۲۵۵)

اور پھر فرمایا۔

یہ آیت کریمہ جو میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ یہ وصیت فرماتا ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو پیشتر اس سے کہ وہ دن آجائے جب نہ تو کوئی سودا بازی ہوگی نہ کوئی دوستی کام آئے گی نہ کوئی سفارش چلے گی تم اللہ کی راہ میں جو کچھ اس نے تمہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرو۔ اس آیت میں جو سودا بازی والا حصہ ہے اس کے سمجھنے میں کچھ اشکال ہیں کچھ مشکلات پیش آتی ہیں جب اس مضمون کو قرآن کریم کی دوسری آیات کی روشنی میں زیادہ وضاحت کے ساتھ دیکھتے ہیں تو اور بھی زیادہ اس معاملے کو سمجھنے میں دقت پیش آتی ہے۔ دوسری جگہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ اس دن سے ڈرو جس دن تمہارے گناہوں کے بدلے میں کوئی بھی اس کے برابر وزن کا مال قبول نہیں کیا جائے گا۔ مطلب یہ ہے کہ تم اموال دے کر خدا سے اپنی جانوں کو چھڑا نہیں سکو گے ایک اور جگہ یہ فرمایا کہ اگر

پہاڑوں کے برابر سونا

بھی پیش کرو تو وہ بھی قبول نہیں کیا جائے گا اور رد کر دیا جائے گا۔

دو باتیں ذہن میں اُبھرتی ہیں اول یہ کہ مرنے کے بعد تو انسان مادی دنیا کو پیچھے چھوڑ جاتا ہے اور کچھ بھی یہاں سے وہاں منتقل نہیں کر سکتا۔ اس لئے کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ وہ کوئی بدل پیش کرے یا اس سے بڑھ کر کچھ پیش کرے یا سودے بازی کا کسی قسم کا گمان بھی کے دل میں پیدا ہو۔ دوسرے قرآن کریم تو خود وضاحت سے فرما رہا ہے کہ یَوْمَ الدِّیْن تو وہ دن ہے یَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ۔ کہ جو کچھ کسی کا تھا وہ بھی نہیں رہے گا اس کا تمام ملکیت، تمام کائنات کُلیتہً اپنے مالک رب کی طرف لوٹ چکی ہوگی لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا نہ کوئی اپنی جان کے لئے کسی چیز کا مالک ہوگا نہ کسی دوسری جان کے لئے کسی چیز کا مالک ہوگا تو اس کے بعد اس بے چارے نے سودے بازی کیا کرنی ہے اور کیا پیش کرنا ہے کیا بدل کا خیال کیا اس سے بڑھ کر دینے کا تصور۔ یہ ساری باتیں موہوم اور بے تعلق سی دکھائی دینے لگتی ہیں اس لئے لازماً اس آیت کا کوئی ایسا مفہوم ہے جو اطلاق پاتا ہے، جو ایک حقیقت رکھتا ہے اور اسے سمجھے بغیر اس مضمون کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا جس کی طرف خدا تعالیٰ توجہ دلا رہا ہے۔

جب ہم دنیا میں مالی قربانی پر نظر ڈالتے ہیں تو دو قسم کی مالی قربانی دکھائی دیتی ہے اور قسموں کے علاوہ ایک جہت سے دو قسموں میں ہم اُسے تقسیم کر سکتے ہیں اول وہ مالی قربانی جو خالصتہً للہ کی جاتی ہے جو تقویٰ پر مبنی ہوتی ہے اس کے متعلق الٰہی قانون یہ ہے کہ وہ تھوڑی بھی ہو تو خدا کی نظر میں بے شمار کے طور پر مقبول ہوگی اور ایک مالی قربانی وہ ہے جو دنیا کے دکھاوے کے لئے یا دیگر اغراض کی خاطر کی جاتی ہے وہ اگر سونے کے پہاڑوں کے برابر بھی ہو تو وہ نامقبول ہوگی تو اس آیت میں اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جب تک تمہیں دنیا میں خدا تعالیٰ نے خرچ کی توفیق بخشی تو اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہونا کہ تم نے سونے کے پہاڑوں کے برابر اس کی راہ میں خرچ کیا اگر کسی تقویٰ کی کمزوری کی وجہ سے، کسی اندرونی گناہ کی وجہ سے خدا تعالیٰ کو دنیا میں نامقبول ہوا تو آخرت میں بھی تمہارے حصے میں کچھ بھی لکھا نہیں جائے گا اور اس وقت تمہارا یہ اصرار کہ میں نے تو خدا کی راہ میں اتنا سونا خرچ کیا تھا، اتنے خزانے لٹائے تھے اس اعتراض کی اس وہم کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہوگی۔ اس وقت خدا کے سامنے اپنی مالی قربانیاں پیش کرنا کہ اس فلاں گناہ کے بدلے یہ قربانیاں قبول فرما اور مجھے بخش دو یہ خیال یہ وہم رد کر دیا جائے گا ایک تو اس کا یہ معنی ہے دوسرا اس کا ایک اور معنی بھی ہے کہ مرنے کے بعد جب انسان کا دار العمل سے تعلق کٹ جاتا ہے تو اکثر صورتوں میں اس کی طرف سے پھر وہ قربانیاں پیش نہیں کی جا سکتیں جو اس نے خود اپنی زندگی میں نہیں پیش کیں اور اگر اس کی اولاد اس کے مرنے کے بعد

کروڑہا روپیہ بھی خرچ کرے

تو اکثر صورتوں میں وہ اس کو نہیں پہنچے گا یہ مضمون کچھ مزید وضاحت چاہتا ہے کیونکہ ہمیں علم ہے کہ ماں باپ کے لئے اپنے مرحوم پیاروں کے لئے ہم خرچ کرتے ہیں، چندے بھی دیتے ہیں، زکوٰۃ بھی دیتے ہیں تو وہ پھر کیوں مقبول ہوگا جب دار العمل سے اس کا تعلق کٹ گیا اس مسئلے کو خود حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے کھول دیا ہے۔ پس اس استثناء کو بہر حال پیش نظر رکھا جائے گا جو اصدق الصادقین حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے خود فرمایا ہے اور وہ استثناء یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی خدمت میں یہ سوال کیا گیا کہ یا رسول اللہ میری والدہ جب زندہ تھیں تو یہ یہ نیک خرچ کرنے کی تمنا رکھتی تھی نذر باندھے ہوئے تھی اور بہت اس کی خواہش تھی کہ میں خدا کی راہ میں اس اس طرح خرچ کروں لیکن پیشتر اس کے کہ اسکی یہ خواہش پوری ہوتی خدا نے اسے واپس بلا لیا اب کیا یہ ممکن ہے کہ میں اس خواہش کو اس کے مرنے کے بعد پورا کروں اور اس کے نام پر صدقات دیتا رہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا درست ہے ——— تم ایسا کر سکتے ہو

اسی طرح اور کئی مختلف شکلوں میں یہ روایت آتی ہے جس سے قطعی طور پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ وہ نیکی جو انسان زندگی میں کرتا رہا ہو، خصوصاً مالی قربانی اور اس کی حسرت پوری نہ ہوئی ہو وہ چاہتا ہو کہ اور اسے نیکی توفیق نہ ملنے کی وجہ سے آگے اور مزید نہ ہو سکتا ہو اس کی اولاد جب اس کے نام پر اس کی خاطر خدا تعالیٰ کے حضور کچھ پیش کرے گی تو اللہ تعالیٰ اسے پہنچا دے گا اور یہ وہ حصہ ہے جو مرنے کے بعد بھی اس کے لئے خرچ کیا جا سکتا ہے لیکن جو شخص دنیا میں ناواجب ہو دنیا میں خدا کے مال کھاتا رہا یعنی بنی نوع انسان کے مال کھاتا رہا اگر وہ مر جاتا ہے تو اس کی اولاد کے … دل میں اگر یہ وہم پیدا ہو جائے کہ ان کے مردوں نے … کہ خدا سے … کی مغفرت … گئے تو یہ محض وہم ہے ان آیات حقہ کے مضمون کا میں نے ذکر کیا ہے وہ اس کی راہ میں حائل ہو جائے گی

لَا خُلَّةٌ وَّلَا بَيْعٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ

کی آواز آئے گی نہ دوستی کام آئے گی۔ نہ سودا بازی کام آئے گی نہ کسی قسم کی سفارش چلے گی۔

پس اس آیت کے مضمون کو اس رنگ میں سمجھنے کے بعد ہمیں اپنے چندوں کو نکھار لینے کے لئے بہت ہی اہم تحریک ملتی ہے۔ اول یہ کہ جب ہم خدا کی راہ میں کچھ پیش کریں تو اپنے نفس کو خوب کھنگال کر ہر غیر اللہ کے تصور سے پاک کر لیں تاکہ جب خدا کے حضور پیش کریں تو اس میں ریا کا شائبہ نہ ہو اور کسی قسم کی نفس کی ملونی نہ ہو کوئی … ہو، تقویٰ سے گری ہوئی کسی قسم کی کوئی بات نہ ہو صاف ستھرا کر کے جس طرح مالی اچھا پھل سجا کر منڈی میں لے کے جاتا ہے۔ جس طرح زمیندار جس وقت غلّہ وغیرہ … اس کی ستھرائی نکھار کر منڈی میں لے کے جاتا ہے اسی طرح اپنے مال کو خوب نکھار کر اس کا گند وغیرہ پھینک کر خدا کے حضور میں مالی قربانی پیش کرو اور وہ چیز جو یہاں مقبول ہو جائے گی وہ وہاں ضرور مقبول رہے گی اس کے بدلے یقیناً گناہ معاف کئے جائیں گے۔ اس کے بدلے یقیناً خدا تعالیٰ کے … اور کثرت سے انعامات کی بارش نازل ہو گی لیکن جو قربانی یہاں رد کیے جانے کے لائق ٹھہرے گی اس نے آگے نہیں جانا جو مردود ہو گی وہ ہمیشہ کے لئے مردود ہو گی اس لئے وہ لوگ جو خدا کی راہ میں اموال خرچ کرتے ہیں ان کو یہاں ایک عظیم سعادت نصیب ہوتی ہے وہاں ان کے لئے خوف کا بھی بہت مقام ہے، مال خرچ کرنا کافی نہیں مال کو صاف اور پاکیزہ نیتوں کے ساتھ خرچ کرنا ضروری ہے رقم کے کوئی معنی نہیں ہیں اس کے پیچھے قربانی کی روح کیا تھی کیا تناسب تھا اس قربانی میں۔ یہ وہ چیز ہے جو خدا کے نزدیک اہمیت رکھتی ہے۔ اور پھر اگر ایسی نیکیاں آپ کرتے ہیں جن کی نیکیاں کرتے کرتے حسرتیں لئے اس دنیا سے اٹھ جاتے ہیں

اگر اولاد اس نیت سے

ان نیکیوں کو جاری رکھے کہ ہمارے والدین کی یہ حسرتیں رہ گئی تھیں تو قیامت تک کے لئے وہ خزانے آپ کے لئے جمع ہوتے رہیں گے اور اس مضمون کی راہ میں کوئی قرآن کریم کی آیت کا مفہوم حائل نہیں ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے بہتر کوئی قرآن کریم کو سمجھ نہیں سکتا تھا جن کے دل پر الہام نازل ہو رہا تھا قرآن کا اس سے بہتر کون سمجھ سکتا تھا ان دو پہلوؤں کو ملحوظ رکھتے ہوئے میں آج وصیت سے متعلق چند باتیں احباب کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ یہ دو وہ راہنما اصول ہیں جن کے تابع ہمیں اپنے انتظامی معاملات کو بھی کھنگالنا ہوگا جو مال سے تعلق رکھتے ہیں اور وصیت والا نظام کیونکہ انفرادی قربانی سے تعلق رکھتا ہے اس لئے اس کے اوپر پورا اطلاق ہونا چاہئے … کی تمنا کرنی چاہئے

عموماً دیکھا گیا ہے کہ جب کوئی نظام کچھ پرانا ہونے لگتا ہے تو اس میں قانونی ایچ پیچ اور الجھنوں کا اضافہ ہونے لگتا ہے۔ قانون تو اس لئے بنایا جاتا ہے کہ کسی مقصد کی روح کی حفاظت کی جائے لیکن جب زیادہ قانون بننے شروع ہو جائیں تو بعض دفعہ چھلکا ہی چھلکا رہ جاتا ہے اور روح کم ہونے لگتی ہے بہت موٹے چھلکوں والے پھل بعض دفعہ اتنے موٹے چھلکوں والے ہو جاتے ہیں کہ اندر نام کا گودا رہ جاتا ہے باقی۔

تو نظاموں کو وقتاً فوقتاً اس بات کی جانچ پڑتال کرنی چاہئے کہ قانون روح کی حفاظت کر بھی رہا ہے یا نہیں یا روح کو مار رہا ہے … میں رہتے وصیت کے معاملے میں بھی کچھ خرابیاں قانون بنانے کے نتیجے میں پیدا ہوئیں مثلاً

عورتوں کی طرف سے شکوہ

پیدا ہوا کہ صاحب جائیداد کے لئے وصیت آسان ہے وہ جائیداد کی … وصیت کر کے اس نظام میں شامل ہو سکتا ہے۔ مگر اکثر عورتیں صاحب جائیداد نہیں ہوتیں ہمارے … آمد بھی ان کی براہ راست نہیں ہوتی بلکہ خاوند کی آمد ہوتی ہے تو بعض بیچاریاں جو روحانیت اور تقویٰ کے معیار میں اعلیٰ درجے کی صف اول میں ہیں محض اس لئے کہ جائیداد نہیں ہے وہ کیوں اس عظیم الشان قربانی سے محروم کی جاتی ہیں۔ اس کے کئی پہلو سے جواب دئے جا سکتے ہیں لیکن ان کی شکوہ دور کرنے کے لئے ایک یہ قانون بنا دیا گیا کہ حق مہر بھی عورت کی جائیداد متصور ہوگا تو جو شخص کسی عورت کے لئے حق مہر مقرر کرتا ہے اس کی بیوی کو گویا جائیداد مل گئی اور وہ چاہے تو اس کے … وصیت کر سکتی ہے قانون تو اس لئے بنایا گیا تھا کہ جو اعلیٰ مالی قربانی کی روح رکھنے والی خواتین ہیں وہ محروم نہ رہیں۔ مگر اس قانون کے چور دروازے سے وہ لوگ داخل ہونے لگ گئے جو اعلیٰ قربانی کی روح نہیں رکھتے تھے۔ کسی خاوند نے فرضی ایک تیس روپے کا مہر رکھا ہوا ہے اور دیکھنے میں بہت صاحب حیثیت ہے۔ بعض دفعہ پرانے زمانوں میں دس دس روپے مہر بھی رکھے گئے مہر رکھتے وقت بعض دفعہ خاوند کی حیثیت … رکھتی اور بعد میں جب عورت نے وصیت کی اس وقت خاوند کی حیثیت اور ہو چکی تھی۔ بعض دفعہ اچھی حیثیت کے باوجود رسماً اور رواجاً دیسے ہی عورتوں کی حق تلفی کی خاطر تھوڑا حق مہر رکھا گیا تو قانون جو بن گیا کہ حق مہر جائیداد متصور ہوگا تو کثرت سے ایسی وصیتیں آنی شروع ہو گئیں جن میں وصیت کی روح موجود نہیں تھی قانون کا تقاضا پورا ہو رہا تھا پھر اسی طرح اور کئی پہلوؤں سے ایسے معاملات سامنے آنے لگے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ قانون کے لفظی ظرف کے پیچھے تو ہم سے جا رہے ہیں مگر اندر ہی روح وصیت موجود نہیں ہے۔ ایک والدین ہیں مثلاً وہ ریٹائر ہو گئے … بچوں کو اعلیٰ تعلیم دی وہ ریٹائر ہو گئے یا پنشن لے لی اور اس کے بعد ان کے پاس براہ راست کوئی آمد نہیں رہی سب کچھ اپنے بچوں کو دے دیا

تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے
(کشتی نوح)
پیشکش: گلوب ربر مینوفیکچررس ۱۲ رابندرا سرانی کلکتہ ۷۰۰۰۷۳ ٹیلیگرام: GLOBE XPORT فون: ۲۷۰۰۴۴

اور اس کے بعد وصیت کرلی اور بطور وصیت اپنی بیٹی پچیس چالیس روپے جو ان کو انہوں نے سمجھا کہ ہم اس کو تحفے کے طور پر شمار کر سکتے ہیں وہ پیش کر دیا۔ اور آنکھیں بند کر کے نظام وصیت نے وہ وصیتیں قبول کرلیں کیونکہ یہ اصول تھا کہ جس کے پاس جو ہے اس کے مطابق وصیت کرے گا۔ اس کے پاس اتنا ہی تھا اس لئے انہوں نے اس وصیت کو قبول کر لیا۔ حالانکہ بچے ان کے بہت خوشحال۔ بعض ایسی صورتیں بھی میرے سامنے آئیں کہ لکھ پتی تھے لیکن والدین کے حساب جب دیکھے گئے ان میں سے کسی ایک فوت شدہ کا تو پتہ چلا کہ سالہا سال سے

ایک پیسہ بھی ادا نہیں ہوا

اس لئے کہ ہم بچوں کے پاس رہتے ہیں جو وہی ہمارا گزارا تھا اور یہی تو تھی۔ تو قانون کا تقاضا تو بظاہر پورا کر دیا لیکن جس مقصد کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ نے یہ تحریک عطا فرمائی تھی کہ وہ لوگ جو نفس کی قربانی میں پورے اترتے ہیں، مال کی قربانی میں بھی اگر وہ نمایاں صورت اختیار کریں تو ان کو بہشتی مقبرہ میں دفن کیا جائے۔ نمازی ہوں دین میں ویسے اچھے ہوں بظاہر طور پر شریعت کے تقاضے پورے کرنے والے ہوں وہ بہر حال خدا کے نزدیک مقبول ہیں لیکن اگر مال کی قربانی میں بھی عام لوگوں سے بڑھ کر قربانی کرنے والے ہوں تو پھر وہ موصی بننے کے مستحق ہوں گے۔ تو یہ جو شکلیں ہیں یہ تو مالی لحاظ سے قربانی کے اعلیٰ معیار پر شمار کی ہی نہیں جا سکتیں۔ پھر جب مزید چھان بین کی گئی بعض معاملات میں تو ایسی صورتیں بھی سامنے آئیں کہ موصی کا چندہ وصیت دو ہزار روپیہ ہے لیکن وصیت آمد کی بھی نہیں، کیونکہ اس کی آمد کوئی نہیں جیسے وقف جدید تو سو دو سو روپیہ ہے لیکن وصیت کوئی نہیں کیونکہ کہا جاتا ہے کہ اس کی آمد کوئی نہیں۔ ورثہ چھوڑا ہے اور اس میں سے وصیت ادا کی ہے۔ نقد رقم کی صورت میں اور حساب میں گزشتہ دس بارہ سال سے کوئی آمد نہیں تو وہ روپیہ کس طرح چھوڑ دیا گیا۔ اس قسم کے سوالات ایسے ہیں جن میں بہت سی دقتیں سامنے آنے لگیں اور ایک رجحان تو یہ تھا کہ اور قانون بنائے جائیں لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات کا فیصلہ کیا کہ ایسی وصیتوں کو سرسری جائزہ سے کر منسوخ کر دیا جائے اور ان کی تحقیق کی جائے یہ بھی اپنی ذات میں ایک قانون بن گیا اور اس کا بھی غلط مفہوم سمجھ کر غلط طور پر اس پر عمل ہونے لگا۔ مثلاً ایک عورت جو فوت ہو گئی اس کے خاوند نے دس روپیہ مہر لکھوایا ہوا تھا اس کے بچوں نے کہا کہ ہم اس کا مہر پچاس روپے یا ہزار روپیہ یا لاکھ روپیہ کر دیتے ہیں۔ وصیت منسوخ نہ کرو اور مجھے نے چھپ کر کے منظور کر لی یعنی سفارش کر دی۔ ایک فوت شدہ ماں یا باپ۔ اپنی زندگی میں تو کچھ نہیں دے سکا اس عذر کے تابع کریں اپنے بچوں پر انحصار کرتا ہوں اس لئے مجھے والی قربانی کی اولین صف میں ضرور شمار کر لیا جائے لیکن مالی قربانی کوئی پیش نہیں ہوگی اور فوت ہونے کے بعد جب رد کیا گیا تو وصیت والوں نے سفارشیں شروع کر دیں کہ بیٹے یا دوسرے ذی حیثیت عزیز لاکھ روپیہ دینے کے لئے بھی تیار ہیں۔ دس لاکھ روپیہ دینے کے لئے بھی تیار ہیں کہ ان کی وصیت مقبول ہو، اگر گزشتہ نہیں دے سکے تھے تو اب قبول کر لیا جائے۔ یہ وہ معاملات ہیں جن پر اس آیت کا اطلاق ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد ان سے کوئی عدل قبول کیا جائے گا۔ اگر سونے کے پہاڑ بھی پیش کریں گے تو وہ کوتاہی جو زندگی میں ہو گئی ہے اس کی وہ خامی دور نہیں ہو سکتی اور وہ حق جو زندگی میں مقرر ہی نہیں ہوا اس کو اولاد کیسے مقرر کر سکتی ہے تو جب میرے علم میں ایسی باتیں آئیں تو میں نے ان کو بھی دفتر وصیت والوں کو جو منتظم تھے ان کو کہا کہ صرف موصی کے تقویٰ کا معیار اونچا ہونا نہیں ہے تمہارے تقویٰ کا معیار کا اونچا ہونا بھی ضروری ہے۔ مال کو دیا ہے یا کتنا دیتا ہے یہ بحث ہی نہیں ہے اگر ایسی بحث تو خدا تعالیٰ یہ نہ فرماتا کہ

سونے کے پہاڑ بھی

رد کر دیئے جائیں گے۔ بحث صرف یہ ہے کہ جو رد کر دیا گیا تھا اس کے پیچھے تقویٰ تھی یا نہیں اور اگر روح تقویٰ تھی تو پھر خواہ تھوڑا بھی تھا تب بھی رد کرنے کا کوئی حق نہیں ہے لیکن اگر روح تقویٰ نظر نہیں آتی یا زندگی میں تو کچھ نہیں ہو سکا مرنے کے بعد اولاد اس کا تقویٰ پورا کرنے کی کوشش کرتی ہو تو یہ اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی اس لئے میں موصیان کو نصیحت کرتا ہوں کہ ابھی وقت ہے زندگی میں خدا تعالیٰ سے اپنے معاملات کو درست کر لینے کا۔ اگر اس دور میں آپ نے اپنے معاملات درست نہ کئے یا بعض باتیں مخفی رکھیں، کسی پہلو سے بھی تقویٰ کے معیار پر پورا نہ اترے تو پھر یہ وہم اور گمان دل سے نکال دیں کہ قیامت کے دن آپ اپنی کمزوریاں کو پورا کر سکیں گے یہ سیاسی دنیا کی مالی قربانیاں پیش کریں گے۔ یہاں جیسے میں نے کچھ بتایا تھا ہوا ہو یہ دفتر وصیت کا کھاتہ وہاں منتقل نہیں ہوگا تو کراماً کاتبین کے کھاتے اور ہیں۔ وہ جو خدا کے فرشتے کھاتے تیار کرتے ہیں ان کا لکھنے کا طرز بھی اور ہے۔ ان کی اکاؤنٹینسی کا فن ہی بالکل مختلف ہے انہوں نے کوئی چارٹرڈ اکاؤنٹینسی (Chartered Accountancy) تو نہیں کی ہوئی یہاں بیٹھ کر کہ وہ ظاہری طور پر اعداد و شمار کر کے بیٹھ جائیں۔ انہوں نے تو اللہ تعالیٰ سے وہ گر سیکھے ہیں کہ کسی کی قربانی کو جس کے پیچھے خالص روح تھی کتنا بڑھا کر لکھنا ہے اور کسی کی قربانی کو کتنا کم دکھا کے لکھنا ہے۔ یا بالکل صفر ہستی سے مٹا دینا ہے تو خدا کی اکاؤنٹینسی کے حساب اور ہیں ان کو پیش نظر رکھ کر اپنے معاملات درست کریں دنیا کی اکاؤنٹینسی (Accountancy) کے دھوکے میں مبتلا نہ رہیں۔

بہر حال ایک دور تو وہ تھا جب اس قسم کی وصیتیں منسوخ کی گئیں اور اس کے ساتھ معاملے شک رہے تھے یہاں تک وفات کے بعد افسوسناک صورتیں سامنے آنے لگیں۔ عزیزوں اور خاندانوں کے لئے ٹھوکر کا موجب بنیں یہ باتیں۔ بعض لوگوں نے کہا ہم اتنے چندے دینے والے ہیں [illegible] والدہ اتنی بزرگ، ہمارے والد اتنے بزرگ، اتنے پرانے [illegible] قسم کے لوگ۔ آپ ہوتے کون ہیں وصیت رد کرنے والے۔ ٹھیک ہے انسان کی کوئی حیثیت نہیں۔ کسی کی وصیت رد کرنے کی کسی انسان کی یہ حیثیت بھی نہیں ہے کہ وصیت خدا تعالیٰ کا قرآن رد کر رہا ہو اور اصول بیان کر چکا ہو کہ اس کو رد کرنا ہے اسے از خود [illegible] کریں میں تو اس پہلو سے دیکھتا ہوں ان باتوں کو۔ اس لئے اس میں کوئی تکبر نہیں ہے جب کسی کی وصیت رد کی جا رہی ہے اس پر کوئی نفسیت کا اظہار نہیں ہے کسی کی کوئی تحقیر نہیں ہے۔ مجبوریاں اور بے اختیاریاں ہیں۔

قرآن کریم نے جو حساب مقرر کئے ہیں

بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔
(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

S.K. GHULAM HADI & BROTHERS
READYMADE GARMENTS DEALERS
CHANDEN BAZAR BHADRAK. Dist: BALASORE (ORISSA)

ہوں تو عزیز ہیں ان کے پیشِ نظر یہ نہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کسی کا مال دنیا میں کھو جائے کسی کا نہ کھوئے۔ کسی کا کھول کر اُسے معاف کر دے کسی کا نہ کھولے کے باوجود معاف نہ کرے۔ یہ ایسے معاملات ہیں جن سے اوپر میں فتویٰ دے سکتا ہوں نہ کبھی کوئی انسان کبھی فتویٰ دے سکتا ہے۔ ان کا تعلق اللہ سے ہے اور اللہ ہی فیصلہ کرنے والا ہے لیکن بہرحال ایک پہلو بھی ہے۔ عموماً اب تک جو وصیتیں متعلق ہوئیں ان کا تو ان کی زیادہ تر زیادہ یہ تھا اور امراء کی وصیت کے پہلو پر زیادہ نظر نہیں کی گئی۔ دوسرا وصیت کے مالی پہلو پر تو نظر کی گئی لیکن تقویٰ کے جو معیار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مالی پہلو کے علاوہ تقویٰ بیان فرمائے ہیں ان کو زیادہ تر نہیں دیکھا گیا۔ اگر پہلے کبھی دیکھا بھی تو یہ کہ جائیداد کتنی تھی واقعتاً کوئی مخفی رکھی گئی یا نہیں دیکھی گئی۔ اور یہ نہیں دیکھا گیا کہ عام حالات تک انسانی نظر کا تعلق ہے دل کا تعلق تو صرف خدا ہی جانتا ہے مگر جہاں تک انسانی نظر کا تعلق ہے وہ تقویٰ کے معیار پر پورا اترتا ہے یا نہیں تھا اس پہلو پر زور نہیں دیا گیا۔ اس لئے میں نے دفتر وصیت کو اور انجمن کو یہ ہدایت کی ہے کہ ان دونوں رستوں کو بھی اپنا لیں گے اور ان کو مد نظر رکھا جائے۔ جو امراء ہیں ان کی وصیت کے نقائص ایسے رنگ کے ہیں مثلاً بعض ایسے علم میں معاملات آئے ہیں کہ ایک شخص خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت بڑا صاحب جائیداد ہے لیکن وہ اپنی جائیداد کو اپنی زندگی میں اپنے بچوں کے نام پر خرید رہا ہوتا ہے جو موصی نہیں ہیں یعنی وصیت نہیں کرتا کہ ابھی اپنے نام سے کر کے منتقل کیا کروں کیونکہ اس طرح وہ پکڑا جاتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ قانون کی زد میں آ جاؤں گا کہا جائے گا تم نے وارث کے نام کیونکہ جائیداد منتقل کی ہے اس لئے اس میں حصہ وصیت دو۔ اس لئے وہ شروع سے ہی خریدتے ہی دوسرے کے نام پر ہیں اور بظاہر روپیہ کی جائیداد زندگی میں ہی ہوتی ہے لیکن بحیثیت موصی کے وہ یہ بھی دامن رکھتا ہے یا بہت تھوڑا سا جو اس نے پہلے لکھوایا تھا بس وہی کچھ اس کا خزانہ باقی رہتا ہے تو عجیب بات ہے یہ وہم یہ گمان کیسے اس کے دل میں پیدا ہوتا ہے کہ وہ پکڑا نہیں جائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے معاملہ کرنا ہے

قیامت کے دن اور اسی اصول کے تابع کرنا ہے جو میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم کی زبان میں پیش کیا ہے۔ جس وقت اس نے یہ حرکت کی اور کچی دکھائی وہ تو پکڑا گیا اور اگر نظام جماعت کے سامنے کوئی ایسا واقعہ آئے تو پھر اس کے لئے تو پہنچنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور بھی کئی قسم کے نقائص ہیں۔ تاجر یہ تحفہ کرتے ہیں کہ اپنے سارے اخراجات تو تجارتی کمپنیوں پر ڈال دیتے ہیں۔ اس سے ٹیکس بھی بچتا ہے اور وصیت بھی بچ جاتی ہے اور اپنے نام ایک معمولی سی رقم رکھ لیتے ہیں کہ ہم مہینے میں پانچ سو روپیہ گھر لے کے جاتے ہیں پانچ سو پہ وصیت! لکھتے ہیں ہزارہا روپیہ ان کا سیاحتی کا خرچ ہو رہا ہوتا ہے ان کی اولادیں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہی ہوتی ہیں ہر قسم کی نعمتیں حاصل ہیں مگر سب کے سب یا اکثر حصہ وہ کسی نہ کسی کمپنی کے نام کے اوپر کسی حساب میں وصول کیا جا رہا ہوتا ہے۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ چاہے ڈائریکٹر کے نام لکھے وہ بچوں کا ہے جو چاہے ہو کر کمانے والے کی اپنی کمائی ہے اور اللہ کو علم ہے کہ کس کی کمائی ہے اور وہ اگر دنیا کے قوانین سے استفادہ کی خاطر یہ کرتا ہے تو بعض دفعہ دنیا کا قانون اجازت بھی دیتا ہے لیکن خدا کے قانون کو دھوکا نہیں دیا جا سکتا وہ دنیا کے قوانین کے تابع نہیں ہے وہ الگ معاملہ کرے گا اس لئے ایسے لوگ بھی بعض دفعہ جب نظر پڑتی ہے ان خامیوں کی طرف تو یہ عذر پیش کر دیتے ہیں کہ اچھا جی اب ہم اپنا سابقہ دینے کے لئے تیار ہیں یا بعضوں نے تھوڑی جائیداد لکھوائی اور بعد میں جب جائیداد مخفی معلوم ہوئی تو اولاد نے کہہ دیا کہ اچھا ہم اس جائیداد پہ بھی دے دیتے ہیں۔ اب نظام وصیت والے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وصیت کے نظام پر ظلم کریں گے اگر

ایسا کرے تو روپیہ بھی وصول کر لیں

اور وصیت کو بحال کر دیں کیونکہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ کسی نے عمداً اخفاء کیا تھا تو تقویٰ کے اس معیار سے گر گیا جس پر وصیت قبول کی جاتی ہے پھر یہ بحث ہی نہیں رہے گی کہ کتنا روپیہ اس کی اولاد دینے کے لئے تیار ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ کوئی شخص اپنی زندگی میں مالی معاملات میں خدا تعالیٰ سے بددیانتی کر رہا تھا، چھپا رہا تھا جو خدا نے اس کو دیا تھا اس سے کم ظاہر کر رہا تھا، وصیت کے وقت تو پھر یہ بحث ہی نہیں ہے کہ اس نے روپیہ دیا یا نہیں دیا پھر تو وصیت منسوخ ہونی چاہیئے اس کی۔ اس لئے جب ایسے لوگوں کی وصیت منسوخ کی جاتی ہے تو پھر شور اٹھتا ہے بڑا ظلم ہو رہا ہے جماعت میں۔ ساری عمر اس نے اتنا دیا لاکھوں دیا۔ اب فلاں ایک جائیداد تھی اس کی وجہ سے یہ اتنا اتنا جھگڑا کھڑا کر دیا گیا خواہ مخواہ شور ڈالا گیا۔ تو یہ بددیانتی ایک تو اس دنیا میں ہی نقصان کا موجب تو بن گئی بہرحال۔ آئندہ اصلی معیار کے اوپر پرکھے جانے کا تو کیا سوال دنیا میں اس بددیانتی نے اولاد کو ضائع کر دیا۔ رشتہ داروں کے ایمان کو ہلاک کر دیا تو یہ تو دُہرے نقصان کا موجب بنی۔ اس لئے تقویٰ اختیار کرو اور تقویٰ کا معنی یہ ہے کہ ہر نقصان سے بچ کے چلو۔ ایک یہ بھی معنی ہے ہر دینی نقصان سے بچ کے چلو۔ اگر تم تقویٰ اختیار کرتے ہو تو پھر ہر جگہ فائدہ ہی فائدہ ہے ہر سودا ہی فائدے کا ہوگا۔ اور اگر وہاں ٹھوکر کھا گئے تو پھر جتنا مرضی دنیا میں خرچ کر دیا مرنے کے بعد جتنا چاہے تمہاری اولادیں پیش کرتی چلی جائیں اس کا کوئی بھی فائدہ تمہیں حاصل نہیں ہو سکتا۔ تو وصیت کو چونکہ میں نے ہدایت کی ہے کہ اب اس طرف بھی نگاہ کریں وہ نظام جو امراء سے اور سلوک کرے اور غرباء سے اور سلوک کرے وہ روحانی اور الٰہی نظام نہیں کہلا سکتا۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا فتویٰ ہی چلے گا آپ کے دین کے جھوٹے خیال اور جھوٹے وہم نہیں چلیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلے قومیں اس لئے ہلاک ہو گئیں کہ جب ان کے بڑے لوگ جرم کرتے تھے تو وہ ان سے اعراض کیا کرتے تھے، ان سے درگزر کا سلوک کرتے تھے اور جب چھوٹے لوگ گناہ کرتے تھے غریب لوگ تو بڑی سختی سے ان کو پکڑتے تھے۔ اس لئے نظام جماعت کی تو اس معاملے میں صرف ایک آنکھ ہے اور وہ

تقویٰ کی آنکھ ہے

تقویٰ کی آنکھ یہ فرق کر ہی نہیں سکتی اگر اس میں کوئی نقص نہ پیدا ہو گیا ہو۔ اس لئے نظام جماعت تو اب ہر ایک کے ساتھ وہی سلوک کرے گا جو خدا کا کلام ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ ایک ہی طرح کا سلوک کیا جائے۔ اگر کسی کو ٹھوکر لگتی ہے تو میں ذمہ دار نہیں۔ وہ پہلا نفس کا کیڑا ذمہ دار ہے جس نے اس کی قربانیوں کو تباہ کیا اور اس نے اس وقت اس کی نسل کو ... اگر کسی کی اولاد کو ٹھوکر لگتی ہے تو میں ہرگز ذمہ دار نہیں۔ کیونکہ ذمہ دار خدا کا کلام ہے جس کے میں تابع ایک ادنیٰ غلام سے بھی کم حیثیت رکھتا ہوں اور نظام جماعت کی بھی اس کے مقابل پر کوئی حیثیت نہیں لیتی بے اختیار لوگ ہیں۔ اس لئے خدا کا کلام جاری ہوگا اور لازماً جاری ہوگا۔ وہ لوگ

ھُوَ النَّاصِرُ — خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

کراچی میں

معیاری سونا کے معیاری زیورات بنوانے اور خریدنے کے لئے تشریف لائیے!

فون نمبر ۶۱۷۰۴۹

الرؤف جیولرز

۱۶۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری شمالی ناظم آباد۔ کراچی

جو اپنے نفس کی بڑائی یا اپنے عظمتوں کی بڑائی لئے پھرتے ہیں دنیا کی عظمتوں کی بڑائی لئے پھرتے ہیں وہ دھوکے میں نہ رہیں یہ اس لئے کیا جا رہا ہے تاکہ آپ بچیں۔ آپ کو نقصان پہنچانے کے لئے نہیں کیا جا رہا اس لئے کیا جا رہا ہے کہ اس دنیا میں آپ کو پتہ چل جائے کہ آپ کیا کر رہے ہیں بجائے اس کے کہ

مرنے کے بعد

یہ آوازیں بلند ہوں کہ آج تو سوروں کا دن نہیں رہا آج تو کوئی شفاعت کام نہیں آئے گی آج تو کسی قسم کی دوستی تمہیں فائدہ نہیں پہنچائے گی۔ اس لئے یہ کوئی نعوذ باللہ من ذالک دشمنی کی باتیں نہیں ہو رہیں یا سختی کی باتیں نہیں ہو رہیں۔ اس سے بہتر آپ کے حق میں یعنی احباب جماعت کے حق میں اور کوئی اچھا طریق اختیار نہیں کر سکتا نظام جماعت کا اسی میں فائدہ ہے۔ اس لئے بجائے اس کے کہ نظام کی نظر بعض خامیوں پر پڑے اور وہ پھر اس کو پکڑے اپنے دل کا محاسبہ کریں اپنے دلوں کا محاسبہ کریں اور اپنی قربانی کو تقویٰ کے کم سے کم معیار سے اوپر تو لے کر آئیں۔ آگے بہت بلند معیار ہیں، آگے بہت ترقی کی منازل ہیں، تقویٰ کے اندر باریک در باریک راہیں ہیں۔ ان کو اختیار کرنے کے نتیجے میں معمولی بھی خدا کے نزدیک اتنا بڑھتا ہے کہ حیرت میں انسان مبتلا ہو جاتا ہے لیکن ادنیٰ معیار پر تو آنا بہر حال ضروری ہے۔ اس مضمون کے متعلق باقی امور انشاء اللہ اور بھی بہت سے پہلو ہیں مال اور تقویٰ کے تعلق میں جو بیان ہونے والے ہیں باقی انشاء اللہ بعد میں بیان کروں گا۔ اس وقت ایک ضروری معاملہ کے متعلق جماعت کے سامنے بعض باتیں رکھنی چاہتا ہوں۔

قادیان سے جب ہجرت ہوئی تو اس وقت ہندوستان کی جماعتوں کی حالت بہت کمزور تھی الا ماشاء اللہ اور قادیان میں بھی آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں تھا اس وقت حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ تحریک کی کہ ساری دنیا کی جماعتوں پہ

مرکز اول قادیان کی

ذمہ داری ہے اس لئے اس کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے مالی قربانیاں کریں اور صرف ہندوستان والوں پر یہ ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ مختلف ادوار میں اس بیرونی امداد کی مختلف شکلیں بنتی رہیں یہاں تک کہ بالآخر الا ماشاء اللہ سوائے صدقہ خیرات کے اور کوئی رقم باہر سے قادیان نہ بھجوائی گئی یا قربانی کی کھالیں یا صدقہ کی رقوم، اس کے کئی قسم کے نقصانات پہنچے ہیں۔ ان کی تفصیل میں اس وقت جانے کی ضرورت نہیں جو قادیان کے درویشوں کے نفس کا وقار تھا، ان کی قربانی کی عظمت تھی وہ بھی مجروح ہوئی اس سے اور باتوں کے علاوہ۔ اور ہندوستان کی جماعتوں کی مالی قربانی کے معیار پر بھی برا اثر پڑا۔ مگر پہلے ایک وقت ایسا تھا جبکہ ہندوستان میں بھی ایسے لوگ موجود تھے جو ان صدقہ و خیرات کے علاوہ بھی جماعت کی بڑی بڑی ضروریات پر خرچ کرنے پر تیار رہتے تھے وہ چند تھے گنتی کے۔ لیکن اس معاملے میں نمایاں حیثیت رکھنے والے لوگ تھے اس کے فوائد بھی بہت ہوئے۔ قادیان کی اور ہندوستان کی جماعتوں کی ضرورتیں بڑی دیر تک ان قربانی کرنے والوں کے ذریعے پوری ہوتی رہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ تو ساری جماعت تیار کرنا چاہتا ہے قربانی کرنے والوں کی ایک یا دو یا چند آدمیوں کی قربانی سے جماعت کی قربانی کا فرض پورا نہیں ہوتا اور قربانی کا یہ مفہوم کہ ضرورت پوری ہو جائے یہ تو محض دنیاوی مفہوم ہے۔ دین میں قربانی پیش کرنے کا مفہوم صرف یہ نہیں ہے کہ کوئی اہم ضرورت پوری ہو بلکہ ایک لازمی اثر اس کا یہ ہے کہ جو شخص قربانی کرنے والا ہے اس کا دل پاک اور صاف ہو اس کا مرتبہ خدا کے نزدیک بلند ہو اس کے اندر ایک پاکیزگی پیدا ہو ایک اس کی روح میں جلا آجائے اس کے نتیجے میں۔ چنانچہ اگر جماعت پوری کی پوری قربانی میں شامل نہ ہو یا اپنے معیار کو بلند نہ کر رہی ہو تو چند آدمیوں کی قربانی چاہے آسمان سے باتیں کر رہی ہو عمومی طور پر جماعت نقصان میں رہے گی۔ چنانچہ ان کی اس قربانی کا ایک نقصان عموماً یہ دیکھا گیا کہ ہندوستان کی جماعت کے بہت سارے دوستوں نے سمجھ لیا کہ ضرورتیں تو فلاں صاحب پوری کر رہے ہیں فلاں سیٹھ صاحب کو خدا تعالیٰ توفیق دے رہا ہے اب ٹھیک ہے بس ضرورت پوری ہو گئی اب ہمیں کیا ضرورت ہے خواہ مخواہ اپنے بچوں کو تکلیف میں مبتلا کرنے کی۔ اور دوسری طرف کچھ شریک ہونے ہیں، کچھ افراد رشک کے مادے یا حسد کی مواجہات ہوتی ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ان برادریوں میں سے جن میں ایسے قربانی کرنے والے آئے بہت سے لوگ عام قربانی کے معیار سے بھی گر گئے انہوں نے ان قربانی کرنے والوں کی نیکی کا مقابلہ اس طرح شروع کیا کہ اس کے مال کیسے ہیں، جماعت کو تو چاہئے تھا تحقیق کرے جماعت ہے بس پیسے کے پیچھے پڑی ہوئی ہے اور یہ نہیں دیکھتی کہ کتنے نیک اعمال ہیں اس شخص کے اور پیسہ کس طریق سے اس نے حاصل کیا تھا کتنے ٹیکس کی چوری کی تھی کتنی فلاں چوری کی تھی کتنی فلاں بددیانتی کی تھی۔ اب جماعت میں نہ تو اس بات کی استطاعت ہے نہ جماعتی روایات کا یہ تقاضا ہے کہ ہر چندہ دینے والے کی نفس کی کمزوریوں کی جستجو کرے

تجسس کر کے معلوم کرے

جب نظام کے سامنے باتیں آتی ہیں تو نظام ضرور پکڑتا ہے لیکن مالی کمزوریوں میں خصوصاً وہ جو دنیا کے اموال کے روزمرہ کے دستور سے تعلق رکھنے والی کمزوریاں ہیں ان میں نہ کبھی جماعت نے تجسس کیا ہے نہ جماعت کو یہ توفیق ہے کہ تجسس کر سکے۔ اور اس کے پورے تقاضے پورے کرنے کے بعد فیصلہ دے کہ یہ مال حرام ہو گیا یہ حلال ہو گیا۔ بہرحال وہ زبانیں کھلنے لگیں اور اعتراض ہونے لگے جو صرف ان افراد تک نہ رہے بلکہ جماعت کے نظام تک پہنچے اور اس قسم کی باتیں شروع ہو گئیں کہ بس جو روپیہ زیادہ دیتا ہے اس کی عزت ہے جو روپیہ نہیں دیتا اس کی عزت نہیں۔ حالانکہ ایسی باتیں کرنے والے خود ان بعض برائیوں میں مبتلا تھے اگر وہ برائیاں اس شخص میں موجود تھیں بعینہٖ ان کے وہی دستور تھے کمانے کے۔ کوئی فرق نہیں ہے اور کچھ چندے وہ بھی دیتے تھے۔ پس اگر زیادہ مالی قربانی حرام ہو گئی، کچھ مال کمانے کے طریق میں کوتاہی کے نتیجے میں تو تھوڑی کس طرح حلال ہو گئی۔ تو بجائے اس کے کہ رشک کا مقابلہ کرتے حسد کے مقابلے شروع کر دیئے۔ اور کثرت کے ساتھ بعض خاص گروہوں سے تعلق رکھنے والے لوگ جو صاحب پیشہ تھے ان کے دین کو بھی شدید نقصان پہنچا اور چندہ دینے کے عمومی معیار کو بھی بہت بڑا نقصان پہنچا۔ اور اس کی سزا بھی ان کو ملی پھر۔ ان کی اولادیں ضائع ہونی شروع ہوئیں کیونکہ جو نیکی کی وجہ سے نہیں بلکہ نفس کے حسد کی وجہ سے تنقید کرتا ہے وہ خود اپنا نقصان کر رہا ہوتا ہے تنقید جس پر کی جاتی ہے اس میں کمزوریاں بھی ہوں تو خدا تعالیٰ اس سے درگزر کا معاملہ کر لیتا ہے لیکن نفس کی خاطر تنقید کرنے والے کو ہم نے اکثر بچتے ہوئے نہیں دیکھا جو نفس کی اندرونی خرابیوں کی وجہ سے یا رعونت کی وجہ سے تنقید کرتا ہے۔ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ ان کی اولاد ضائع ہو جاتی ہے چنانچہ یہ نقصان بھی پہنچا۔ بہرحال اب صورت حال یہ ہے کہ

ہندوستان کی جماعتی ضروریات

تو بہت تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہیں اور ہندوستان کی جماعتوں میں خدا تعالیٰ کے فضل سے تعداد کے لحاظ سے بھی نمایاں اضافہ ہوا ہے اور اموال کے لحاظ سے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہر رنگ میں برکت کا سلوک ہوا ہے۔ اموال کے باوجود ہندوستان کی جماعت اپنے پاؤں پر نہیں کھڑی۔ یہ سارے جو تاریخی پس منظر میں نے بیان کئے ہیں ان کے بداثرات ایسے پھیلے ہیں اور اب تک ان کا نقصان پہنچ رہا ہے جماعت کو کہ وہ ساری ضرورتیں جو میں جانتا ہوں کہ جماعت ہندوستان خود پوری کر سکتی ہے وہ دیکھتے ہوئے بھی نہیں کر رہی۔ چندہ عام کا معیار گر گیا، وصیت کا معیار گر گیا۔ طوعی چندوں کا معیار گر گیا۔ تبلیغ کے لئے جو دوسری تحریکات کی جاتی ہیں ان میں ردعمل بالکل مردہ سی کی حیثیت رکھتا ہے۔ درویشوں کی ضروریات پوری کرنے کا معیار گر گیا۔ وہی صدقہ خیرات ہی ہے کہ صدقہ خیرات بھیج دو۔ حالانکہ درویش تو ہماری سوسائٹی کی روح ہیں وہ تو اصحاب الصفہ کی مثیل ہیں ان کے ساتھ یہ معاملہ کہ صرف صدقہ کی رقم وہاں جائے یہ تو بڑا اندھیر ہے۔ بڑا ظلم کا معاملہ ہے اپنے نفس پر ظلم کرنے والی بات ہے ان کو تو عزت کے ساتھ پیش کرنا چاہئے تھا جو کچھ بھی پیش کرنا چاہئے تھا۔

اب جو جماعت کی طرف سے فوری ضروریات میرے سامنے آئی ہیں ان میں کچھ تو

مقامات مقدسہ کی مرمتیں ہیں

اگر وہ تعمیری مرمتیں نہ کی گئیں، عمارتوں سے زیادہ اٹھنے والی مرمتیں تو بہت سی یادگار اور بہت ہی مقدس ایسے گھر ہیں یا گھر ہیں جن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چلتے پھرتے رہے۔ جہاں آپ پر الہامات کی بارش ہوئی۔ جہاں آپ نے تصنیفات کیں جہاں اور ذکر الٰہی میں مصروف رہے۔ ان کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے۔ بہشتی مقبرہ ہے۔ اس کی حفاظت کے تقاضے ہیں اور کئی قسم کے ہیں جو انہوں نے اندازہ لگایا وہ قادیان سے تعلق رکھنے والے اخراجات کا پندرہ لاکھ روپے کا اندازہ تھا اور جو کل سرمایہ انجمن کے ہاتھ میں اس وقت ہر قسم کا روپیہ اکٹھا کرکے یعنی اس میں صد سالہ جوبلی کا روپیہ بھی شامل ہے بنتا ہے وہ دو تین لاکھ سے زیادہ نہیں اور اس کے علاوہ

دلی میں ایک شاندار مرکز

جو ہندوستان کی جماعتوں کے شایان شان ہو ضرورتیں پوری کرسکے۔ وہاں بننے والا ہے کانپور میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ کی طرف رجحان ہے مخالفت بھی ہے لیکن بڑی دیر کے بعد وہاں اللہ کے فضل سے تبلیغ کا غنچہ کھلا ہے اور رونق بننی شروع ہوئی ہے۔ نئے احمدیوں کے خطوط آتے ہیں کہ خدا کے فضل سے ہم قربانی بھی دے رہے ہیں آگے تبلیغ کررہے ہیں مگر مرکز کوئی نہیں کہاں بیٹھیں کس جگہ ہم اجتماع کریں اور بھی بہت سی ضرورتیں ہیں ان کو ملحوظ رکھتے ہوئے میں نے جو اندازہ لگایا تو میرے خیال میں چالیس پچاس لاکھ روپے تک کی ضرورت ہے مگر میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان کو اب واپس اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ بیرون ہندوستان عام تحریک نہ کی جائے اس لئے اس تحریک کی جو میں کرنے لگا ہوں اس کی دو تین صورتیں ہیں جن کو ملحوظ رکھ کر جن لوگوں نے قربانی کرنی ہے وہ قربانی پیش کریں نمبر ایک ہندوستان کی جماعتیں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوشش کریں اور گزشتہ کوتاہیوں سے اور غفلتوں سے معافی مانگیں اور قربانی کے معیار میں دنیا کی باقی جماعتوں کے ساتھ چلنے کے لئے عزم کریں۔ عزم کریں گے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ توفیق بھی عطا فرمادے گا اور میں جانتا ہوں کہ ہندوستان کی جماعتوں میں یہ توفیق ہے کہ اگر چاہیں تو بہت آسانی کے ساتھ یہ معمولی رقم پوری کرسکتے ہیں

بعض شہری یہ رقم پوری کرسکتے ہیں

مگر بہرحال توفیق تو اللہ عطا فرماتا ہے اور دل سے تعلق رکھنے والی چیز ہے اللہ توفیق عطا فرمائے۔

دوسرے درجے پر وہ لوگ ہیں جو ہندوستان کی جماعتوں سے تعلق رکھتے ہیں لیکن باہر چلے گئے ہیں مثلاً امریکہ میں ڈاکٹرز ہیں دوسرے پیشہ ور ہیں ابوظہبی وغیرہ مڈل ایسٹ میں سعودی عرب کے ملحقہ ممالک میں اور یورپ میں بھی۔ کچھ انگلستان میں بھی ہیں اور اکثر وہ جو ہندوستان کے باشندے باہر گئے ہیں ان کی مالی حالت خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی تبدیل ہوچکی ہے کوئی نسبت ہی نہیں رہی اس حالت سے جو ہندوستان میں چھوڑ کر آئے تھے اور اگر یہ چاہیں سارے تو چالیس لاکھ کیا سارے چندوں کے علاوہ بھی؟

کروڑوں روپیہ پیش کرسکتے ہیں

بعض ان میں سے ایک ایک شخص پر خدا کا اتنا فضل ہے کہ وہ بلا مبالغہ کروڑپتی ہوچکے ہیں اس لئے دوسرے نمبر پر ان کی ذمہ داری ہے۔ پہلے میں نے تحریک کو منع کیا تھا کہ وہ براہ راست باہر بسنے والے ہندوستانیوں کو کوئی اپیل نہیں کریں گے ابھی بھی یہ جاری ہے اس کو میں منسوخ نہیں کررہا مگر میں اپیل کررہا ہوں

ان ہندوستانی نژاد احمدیوں سے

کہ وہ اس مالی قربانی میں آگے آئیں اور ہندوستان کی ساری ضرورتیں پوری کردیں اور تیسرے درجے پر میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ اگر کوئی یہ حق جتلائے اپنا انفرادی طور پر جماعتی تحریک نہیں ہوگی، انفرادی طور پر یہ حق جتلائے کہ قادیان کا تعلق ساری دنیا کی جماعتوں سے ہے ہمیں بھی تعلق ہے۔ ہم اپنے دل کے جذبے سے مجبور ہوکر انفرادی طور پر ہم حق مانگتے ہیں کہ ہمیں شامل کرلیا جائے تو ایسے شخص کی قربانی کو رد نہیں کیا جائے گا کسی جماعت کو یہ حق نہیں کہ وہ یہ سمجھے کہ چونکہ عام تحریک ان سے نہیں کی گئی تھی اس لئے ان سے قبول ہی کچھ نہیں کرنا۔ تو ان تین اصولوں کے تابع میں اس تحریک کا اعلان کرتا ہوں کہ ہندوستان کی ضرورتوں اور فوری ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے جماعت کو کم از کم

چالیس لاکھ روپیہ

اکٹھا کرنا چاہئے اور ساتھ یہ بھی آپ کو ضمانت دیتا ہوں کہ ضرورتیں بہرحال پوری ہوں گی اول تو مجھے یقین ہے انشاء اللہ کہ جس طرح آج تک ہمیشہ خدا نے سلوک فرمایا ہے تنگی کے باوجود ہر قسم کے حالات کی خرابی کے باوجود جماعت مالی قربانی میں ایسا اعلیٰ معیار دکھاتی ہے کہ عقل دنگ حیرت میں ڈوب جاتی ہے یقین ہی نہیں آتا کہ انہی جیبوں میں جن کو بظاہر خالی کردیا گیا تھا ان سے پھر دوبارہ یہ اللہ تعالیٰ نے یہ خزانے پیدا کردئیے ہیں تو بہرحال خدا کے کام ہیں وہ خود کرے گا۔ اگر بامر مجبوری یہ رقم پوری نہ ہوئی تو تحریک جدید انجمن احمدیہ ربوہ اور صدر انجمن احمدیہ ربوہ یہ باقی ضرورتیں آسانی سے پوری کردیں گی یہ میں ضامن ہوں انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس لئے قادیان والے اس کے مطابق اپنے پروگرام بنائیں اب یہ ساری ضروریات جو ہیں ان کو معین کریں اور بڑی تیزی کے ساتھ ان کو ایڈمنسٹریشن کی طرف توجہ کریں اللہ تعالیٰ کے فضل سے روپیہ مہیا کردیا جائے گا۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے فرمایا:-

ایک اطلاع یہ پیش کرنی تھی احباب جماعت کو علم ہے ساہیوال اور سکھر والے ہمارے مظلوموں کے ساتھ کیا سلوک ہوا ہے کیا ظالمانہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ ان کے متعلق صرف اتنا بتانا ہے آج کہ گزشتہ خطبے میں یا خطبات میں جو ان کا ذکر ہوا ہے وہ ساری باتیں اور جماعت کے جو جذبات ہیں عالمگیر جماعت کے وہ ان تک پہنچ گئے ہیں اور انہوں نے یہ پیغام دیا ہے کہ سارے احباب جماعت کو ہمارا السلام علیکم پہنچایا جائے اور یقین دلایا جائے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی خوش ہیں اور غیر معمولی سعادت سمجھ رہے ہیں اس لئے ہم پر رحم نہ کریں صرف دعائیں کریں ہمارے لئے اور ساہیوال والوں کو تسلی دیں ہماری طرف سے کہ ہمارا فکر نہ کریں ہم خدا کے فضل سے راضی ہیں خدا کی تقدیر سے۔ یہ پیغام تو ٹھیک ہے مگر فکر کیسے نہ کریں یہ ایسی چیز نہیں ہے جو کسی کے کہنے سے گرفکر نہ کرو، فکر ہٹ سکتی ہے۔ ان کا یہی کام تھا ان کو خدا نے یہی سعادت بخشی ہے۔

یہی ان کے شایان شان تھا

وہ پیغام ہمیں مل گیا ہے لیکن ہم اپنے طور پر جو خدا نے توفیق دی ہے ان کے لئے کریں گے بھی اور دعائیں بھی کریں گے اور ساری جماعت کے لئے وہ فرض کفایہ پورا کرنے والے لوگ ہیں۔ ساری جماعت کی شہادت کی روح کو زندہ کرنے والے لوگ ہیں اس لئے وہ تو دل سے نہیں اتارے جاسکتے۔

ضروری اعلان برائے - سالانہ رپورٹ

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے تمام جماعتوں کے صدر صاحبان و مبلغین کرام کو سالانہ رپورٹ برائے سال ۱۹۸۵-۸۶ء (از اپریل ۱۹۸۵ء تا مارچ ۱۹۸۶ء) بھجوانے اور بھجوانے کی تاریخ بھجوانے کے لئے سرکلر بھجوائے گئے ہیں لیکن ابھی بہت سی جماعتوں اور مبلغین کی طرف سے یہ رپورٹیں موصول نہیں ہوئی ہیں۔ براہ کرم جلد از جلد ایسی رپورٹیں بھجوا دیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

درخواست دعا

مکرم ایچ ایم نظام صاحب ف. دلوہ ... مقیم مغربی ... کے بال ... منعقد ہونے والی ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں خیر و عافیت کے ساتھ نیک صالح صحت مند نام ذہین اولاد نرینہ سے نوازے۔

امیر جماعت احمدیہ قادیان

Ahmadiyya ... Library
Receipt No ....
Date
Qadian 143515

علامہ اقبال اور حکیم مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ بھیروی

محترم مولانا صاحبزادہ محمد اللہ شاہ صاحب استاذ مظاہر العلوم سہارنپور کے مکتوب کے جواب میں

از مکرم مولوی عبد القادر صاحب دہلوی نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

محترم مولانا صاحبزادہ محمد اللہ شاہ صاحب استاذ مظاہر العلوم سہارنپور کا مکتوب جو پاکستان میں کراچی کے رسالہ ختم نبوت کی جلد ۴ شمارہ ۴۰ بابت ۲۱ تا ۲۷ مارچ ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا ہے۔ اسے بلا کم و کاست اس لئے شائع کیا جا رہا ہے کہ اس کے جواب میں جب اصل حقیقت پر سے پردہ اٹھایا جائے گا تو قارئین کرام حقیقت حال جان کر مولانا صاحب موصوف کے مکتوب میں فرضی حکایت پڑھ کر لطف اندوز ہو سکیں گے۔ لیجئے پہلے عنوان کی عبارت ملاحظہ فرمائیے پھر مکتوب کا مکمل متن پڑھئے:-

ایک تاریخی واقعہ

علامہ اقبال قادیانی پیشوا نور الدین بھیروی کو دیکھ کر برہم ہو گئے نور الدین بے آبرو ہو کر بھاگ گیا

از- صاحبزادہ محمد اللہ شاہ
استاذ مظاہر العلوم سہارنپور

جناب محترم مولانا عبد الرحمٰن یعقوب باوا صاحب مدظلہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے آپ، آپ کے متعلقین آپ کے رفقاء اور احباب سب بہمہ وجوہ بعافیت ہوں اور آپ اپنی دینی خدمات کی انجام دہی میں فائز المرام اور کامیاب و کامران ہوں۔

اس وقت ہمارے اور آپ کے پسندیدہ موضوع سے متعلق ایک بات یاد آئی تو بے ساختہ دل چاہا کہ وہ بات قلمبند کر کے آپ کو بھیج دوں۔ شاید یہ نقل واقعہ ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں میری اور افراد متعلقہ واقعہ کی نجات کا [illegible] ہو جائے۔

سہارنپور محلہ میر کوٹ میں مشہور شیعہ خاندان اور سادات بارہہ کے ایک ممتاز و نمایاں فرد جناب سید جعفر عباس مرحوم تھے۔ انہوں نے یہ واقعہ میرے والد ماجد حضرت مولانا الشاہ محمد سعد اللہ رحمۃ اللہ علیہ ناظم اعلیٰ مظاہر علوم کو حضرت موصوف کے حجرے میں سنایا کہ — "ہمارے چچا سید آغا حیدر چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ نے لاہور کے عمائد اور مشاہیر کو کھانے پر مدعو کیا۔ حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ بھی مدعو تھے۔ اتفاق سے بلا دعوت حکیم نور الدین قادیانی آ گئے۔ کچھ دیر کے بعد حضرت علامہ پہنچے تو حکیم نور الدین قادیانی کو دیکھ کر حضرت علامہ مرحوم اتنے سخت برہم ہو گئے کہ بھول گئے کہ یہ دوسرے کا مکان ہے اور داعی کو حق ہے کہ جس کو چاہے مدعو کرے۔ چنانچہ حضرت علامہ نے فرمایا کہ آغا صاحب یہ کیا غضب ہے کہ آپ نے ختم نبوت کا انکار کرنے والے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرے کو نبی ماننے والے کافر کو بھی مدعو کیا ہے اور فرمایا کہ میں تو جاتا ہوں میں ایسی مجلس میں ایک منٹ بھی بیٹھ نہیں سکتا ہوں۔ اس وقت حکیم نور الدین خود ہی سخت نادم ہو کر چلے گئے اور آغا صاحب نے معذرت کے ساتھ فرمایا کہ میں نے مدعو نہیں کیا تھا حکیم صاحب اتفاقاً آ گئے تھے۔ اس کے بعد ہی حضرت علامہ مرحوم وہاں بیٹھے۔"

الجواب: اس واقعہ [illegible] ہے کہ حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب بھیروی جن کو قادیانی پیشوا کہا گیا ہے ان کی وفات ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو ہوئی تھی اور سید آغا حیدر صاحب ۱۹۲۶ء میں ہائی کورٹ لاہور پنجاب کے جج [illegible] ظاہر ہے کہ حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب بھیروی قادیانی پیشوا کی وفات اور سید آغا حیدر جج پنجاب ہائی کورٹ لاہور کے زمانہ ججی کے درمیان بارہ سال کا فرق ہے۔ اب قارئین کرام غور کریں کہ جس بزرگ کی وفات ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء میں ہو چکی ہے اور اس کا علم علامہ اقبال کو بھی ہے۔ علامہ اقبال نے اس بزرگ کو ان کی وفات کے بارہ سال بعد ۱۹۲۶ء میں سید آغا حیدر جج پنجاب ہائی کورٹ لاہور کی دعوت طعام میں کہاں سے پایا اور کیسے پایا۔

ہمیں بہت دکھ ہوتا ہے ایسے خود تراشیدہ واقعات کو پڑھ کر اور تعجب ہوتا ہے کہ ایسی من گھڑت باتیں کر کے ہمارے علماء اور مولانا یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ اپنی عاقبت سنوارنے اور نجات حاصل کرنے کے سبب یہ باتیں بیان کر رہے ہیں اور بڑے طمطراق سے ایسی بے سر و پا، خود تراشیدہ بے بنیاد باتوں کو اپنا پسندیدہ موضوع بتاتے ہیں اور احمدیت کے مخالفین و معاندین کی دیکھا دیکھی اہل شرف اہل علم حضرات بھی من پسند من گھڑت باتیں کر کے اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں اور نجات کی بھی تمنا رکھتے ہیں۔

اس مختصر تمہید کے بعد عرض ہے کہ اس وقت پاکستان میں علامہ اقبال کی زندگی کے ہر پہلو پر سیر حاصل بحث ہو چکی ہے اور بیسیوں کتابیں علامہ اقبال پر ان کے عزیز و اقارب، ان کے ہم عصر، ان کے مداحوں اور علمی اداروں کی طرف سے شائع ہو چکی ہیں۔ تاہم واقعہ علامہ اقبال کی زندگی کے متعلق ان کے کسی ہم عصر، دعوت کے میزبان، دعوت میں مدعو عمائد و مشاہیر میں سے کسی نے تو بیان کیا ہوتا۔ کیا سب کو ہی یہ اہم واقعہ فراموش ہو گیا اور سینہ بسینہ ایک راوی سے ہوتا ہوا حضرت مولانا صاحبزادہ محمد اللہ شاہ صاحب استاذ مظاہر العلوم سہارنپور تک ہی پہنچ گیا جو اسے شائع کرا کے اپنی نجات کا سبب سمجھ رہے ہیں۔

مولانا صاحبزادہ محمد اللہ شاہ صاحب نے تو یہ ظاہر کرنے کے لئے واقعہ بیان کیا ہے کہ علامہ اقبال کو حکیم مولانا نور الدین صاحب بھیروی قادیانی سے حد درجہ نفرت تھی، حکیم صاحب کو دیکھنا تک علامہ اقبال کو گوارا نہ تھا۔

شاید مولانا صاحبزادہ محمد اللہ شاہ صاحب یہ بات بھول رہے ہیں جسے ایک عالم جانتا ہے کہ علامہ اقبال مولانا حکیم نور الدین صاحب بھیروی قادیانی کو عالم دین بزرگ سمجھتے تھے اور ان سے تعلقات مودت و عقیدت حد درجہ خوشگوار تھے۔

ایک کتاب "زندہ رود" "حیات اقبال کا اختتامی دور" جس کے مصنف علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کے فرزند ارجمند جاوید اقبال ہیں اور یہ کتاب شیخ غلام علی اینڈ سنز لمیٹڈ پبلشرز لاہور حیدرآباد کراچی سے طبع کرائی ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۵۷۶ کے آخر پر شیخ [illegible] علامہ اقبال کے برادر زادہ شیخ اعجاز احمد کے حوالہ سے تحریر ہے کہ

"۱۹۱۳ء میں اقبال کو ایک ذاتی کام سے [illegible] کی ضرورت پڑی۔ ذاتی معاملہ یہ تھا کہ اقبال کا سردار بیگم سے نکاح [illegible] میں ہوا لیکن رخصتی نہ ہوئی تھی بلکہ دل میں وہ انہیں طلاق دینے کا ارادہ کر چکے تھے مگر تین سال بعد ۱۹۱۳ء میں وہ سردار بیگم کو گھر لانے پر راضی ہو گئے۔ اب مشکل یہ تھی کہ چونکہ انہوں نے ایک مرحلہ پر دل میں طلاق

ہے۔ کا ارادہ کر لیا تھا اس لئے شبہ تھا کہ کہیں طلاق وارد نہ ہو چکی ہو اس مشکل کو حل کرنے کے لئے اقبال نے مرزا جلال الدین کو مولانا حکیم نورالدین کے پاس قادیان بھیجا کہ مسئلہ پوچھ آؤ۔ مولانا حکیم نورالدین نے کہا کہ شرعاً طلاق واقع نہیں ہوئی لیکن اگر شبہ ہے تو نکاح کی تجدید کر لی جائے اس پر سردار بیگم سے از سر نو نکاح پڑھوایا۔"

اس ضمن میں عرض ہے کہ مولانا عبدالمجید صاحب سالک مرحوم ایک قابل اور مستند ادیب تھے انہوں نے اقبال اکیڈمی (بزم اقبال) کی درخواست پر ۱۹۵۵ء میں ایک کتاب "ذکر اقبال" تالیف فرمائی تھی اس میں مولانا سالک صاحب نے لکھا ہے "انہیں شبہ تھا کہ چونکہ وہ طلاق دینے کا ارادہ کر چکے تھے اس لئے شرعاً طلاق ہی ہو چکی ہو انہوں نے مرزا جلال الدین کو حکیم مولوی نورالدین صاحب کے پاس قادیان بھیجا کہ مسئلہ پوچھ آؤ۔ مولوی صاحب نے کہا کہ شرعاً طلاق نہیں ہوئی لیکن اگر آپ کے دل میں کوئی شبہ یا وسوسہ ہو تو دوبارہ نکاح کر لیجئے چنانچہ ایک مولوی صاحب کو بلا کر سردار بیگم کا نکاح اس خاتون سے دوبارہ پڑھوا دیا گیا۔" صفحہ

احباب ذرا غور فرمائیں کہ علامہ اقبال کا حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ پر تو اس قدر اعتقاد تھا کہ لاہور، امرتسر، لدھیانہ، دہلی، دیوبند، سہارنپور وغیرہ مقامات کے ہندوستان کے مستند اور اعلیٰ پایہ کے علماء کی طرف رجوع کرنے کی بجائے علامہ اقبال نے اپنے دوست کو جو بیرسٹر تھا قادیان بھیج کر اپنی اہلیہ سردار بیگم کی طلاق کے متعلق صرف حکیم مولانا نورالدین خلیفہ جماعت احمدیہ قادیان سے فتویٰ دریافت کیا اور اس پر انحصار کرتے ہوئے سردار بیگم سے از سر نو نکاح پڑھواتے ہوئے انہیں اپنی زوجیت میں لے لیا اس وقت علامہ اقبال کے والد ماجد محترم شیخ نور محمد صاحب بھی زندہ تھے وہ بھی اس بات میں روک نہیں بنے کہ ان کا بیٹا اقبال کیوں قادیان دوست بھیج کر مولانا حکیم نورالدین سے استفسار کر رہا ہے

کتاب "زندہ رود" "حیات اقبال کا اختتامی دور" کے صفحہ ... میں مکرم شیخ اعجاز احمد صاحب برادرزادہ علامہ اقبال نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ "۱۹۰۹ء میں بعض فقہی مسائل کے حل کے سلسلہ میں اقبال نے مولانا حکیم نورالدین سے رجوع کیا اور اقبال کے سوالات معہ مولانا نورالدین کے جوابات اخبار "الحکم" قادیان مورخہ ۱۴؍دسمبر ۱۹۰۹ء میں شائع ہوئے۔"

احباب اخبار "الحکم" جلد ۱۳ شمارہ ۴۳ مورخہ ۱۴؍دسمبر ۱۹۰۹ء کا پرچہ جو بعنوان "ایک قانون دان فلاسفر کے چند سوالات کے جوابات (از حضرت خلیفۃ المسیح) ملاحظہ فرما سکتے ہیں اس میں چار سوالات اور ان کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ یہ سوالات بھیجنے والے علامہ اقبال ہی تھے۔

(۱) کیا کوئی غیر مسلم فرمانروا اپنی مسلمان رعایا کے لئے وضع قانون کر سکتا ہے۔

(۲) کیا کوئی غیر مسلم جج از روئے قانون اسلامی مسلمانوں کے مقدمات فیصل کر سکتا ہے۔

(۳) کیا مسلمان ہونے کے لئے شرع محمدی کی پابندی لازمی ہے۔

(۴) مسلمانوں کا ضابطہ تعزیری قریباً قریباً معطل ہے نہ صرف ہندوستان میں بلکہ دیگر اسلامی ممالک میں بھی کیا اس ضابطہ کی پابندی ضروری ہے۔ اگر ہے تو مسلمان اس کے پابند نہیں خود اس وجہ سے کہ وہ کسی غیر مسلم بادشاہ کے محکوم ہیں جو اس ضابطہ کا پابند نہیں ہے یا کسی اور وجہ سے ان کے اسلام کی نسبت کیا حکم ہے۔

حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب خلیفہ جماعت احمدیہ قادیان نے ان سوالات کے مفصل جوابات اخبار الحکم میں شائع کروائے۔

پس حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب سے تعلقات عقیدت و محبت رکھتے ہوئے علامہ اقبال ان کی کسی صورت میں موجودگی کو کسی طرح برا نہ سمجھتے تھے

علامہ اقبال اپنی زندگی کے دور اول میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور حضرت خلیفہ اول مولانا نورالدین صاحب سے ارادت رکھتے تھے اور جماعت احمدیہ کے تعلیمی اور دینی امور سے اس قدر متاثر تھے کہ انہوں نے اپنے بڑے بیٹے آفتاب احمد کو تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں تعلیم و تربیت کی غرض سے پانچویں جماعت تک داخل کیا۔ چنانچہ کتاب "زندہ رود" "حیات اقبال کا اختتامی دور" کے صفحہ ۳۵۵ میں لکھا ہے کہ

"۱۹۱۱ء میں اقبال نے اپنے فرزند اکبر آفتاب اقبال کو جو سیالکوٹ کے ایک مشن سکول میں تعلیم حاصل کر رہے تھے قادیان بھیج کر وہاں کے تعلیم الاسلام سکول میں داخل کرایا۔"

مولانا صاحبزادہ محمد اللہ شاہ صاحب استاذ مظاہر العلوم تو علامہ اقبال کی حضرت مولانا حکیم نورالدین سے نفرت کی بات کرتے ہیں۔ آئیے ہم آپ کو تاریخ کے آئینہ میں مولانا حکیم نورالدین صاحب کے پیر و مرشد حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق بھی کچھ باتیں علامہ اقبال کی آپ سے گوش گزار کریں۔

کتاب "مجدد اعظم" یعنی سوانح عمری حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ حصہ اول از ابتداء تا جون ۱۹۰۰ء مؤلفہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب جسے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے دسمبر ۱۹۳۹ء میں شائع کیا تھا اس کے صفحات ۲۴۳-۲۴۲ میں مذکور ہے کہ

"حضرت اقدس مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی ۲۸؍فروری ۱۸۹۲ء میں سیالکوٹ میں رونق افروز ہوئے اور شہر میں حکیم حسام الدین صاحب کے مکان میں قیام فرمایا۔ شہر میں غل مچ گیا۔ میں (ڈاکٹر بشارت احمد) بھی ایک دوست کے ہمراہ دوپہر کو آپ کو دیکھنے کے لئے شہر گیا اس وقت حکیم حسام الدین صاحب کے مکان کے سامنے لوگوں کا ایسا ہجوم تھا ہم دونوں نوجوان لڑکے تھے گھستے گھستے آخر اس مقام تک پہنچ گئے جہاں دروازہ کے سامنے کھڑکی تھی۔ حضرت اقدس ایک دروازہ سے نکلے اور ڈیوڑھی عبور کر کے دوسرے مکان کے دروازہ میں چلے گئے مجھے یہ معصوم چہرہ نور کا چمکتا نظروں کے سامنے آ کر یکایک گم ہو گیا۔ اس کے بعد ہم حکیم حسام الدین والی مسجد میں گئے اور حضرت اقدس نے عصر کی نماز پڑھائی اور ہم نے بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھی نماز کے بعد آپ مسجد کے درمیانی در میں جنوبی ستون کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور مسجد لوگوں سے بھرا ہوا تھا....

.... لوگ مختلف مذہبی سوالات کرتے تھے جن کا آپ ایسا معقول جواب دیتے تھے کہ نہ صرف دل کو لگتے تھے بلکہ مجھے نہایت تعجب ہوتا تھا وجہ یہ کہ مذہبی لوگوں سے ایسی معقول باتیں میں نے کبھی نہیں سنی تھیں آپ نے "عرش" پر ایسی لطیف تقریر فرمائی کہ سننے والوں کو وجد آ گیا دوسرے دن پھر ہم دونوں گئے۔ دوسرے دن حضرت اقدس نے نماز ظہر کے بعد ایک تقریر کی جس میں سورہ فاتحہ کی تفسیر فرمائی جو ایسی لطیف اور پر از معارف تھی کہ ہم دونوں عش عش کر گئے اس سے قبل یہ حقائق و معارف کہاں سنے تھے..... ڈاکٹر سر اقبال مشہور شاعر اس زمانہ میں میرے ہم جماعت تھے یہ مسجد کی ڈیوڑھی کی چھت پر چڑھے بیٹھے تھے۔ مجھے دیکھ کر کہنے لگے "دیکھو شمع پر کس طرح پروانے گر رہے ہیں" ان دنوں انہیں حضرت اقدس سے بہت ارادت تھی چنانچہ شہر سیالکوٹ کے ایک شاعر نے جو جلوہ تخلص کرتا تھا جب ایک نظم حضرت کی ہجو میں لکھی تو ڈاکٹر اقبال نے اس کا جواب نظم میں لکھا اور اس میں حضرت اقدس کی بڑی تعریف کی۔"

سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۲۲۹ پر منشی محمد اسماعیل صاحب سیالکوٹی کی روایت ہے اور الفرقان ربوہ جولائی اگست ۱۹۶۷ء میں بھی اس کا ذکر ہے کہ علامہ اقبال سیالکوٹ کی مردم خیز زمین کے ایک ہونہار نوجوان تھے قدرت نے انہیں اعلیٰ ذہنی صلاحیتوں سے نوازا تھا علامہ اقبال کا جوانی کا عالم تھا ان کی عمر اندازاً ۲۰-۲۲ سال ہو گی ان دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام (باقی صفحہ ... پر دیکھئے)

حاتم طائی کے قلم سے

اقبال

بطور امرت دھارا

سنٹ بھر دواؤں کی ایک دوا، امرت دھارا بچپن میں اس اشتہار کو پڑھ کر مجھے یہ خیال ہوا تھا کہ جس طرح پانچ چھ چیزیں ملا کر چورن تیار کیا جاتا ہے یا بارہ مصالحوں سے کوئی چٹ پٹی تیز چٹنی بنائی جاتی ہے اسی طرح امرت دھارا بھی کوئی ایسی ہی دوا ہوگی جسے سَو دواؤں کے میل سے تیار کیا جاتا ہے۔ لیکن مڈل پاس کرنے کے بعد مجھ پر یہ عقدہ کھلا کہ دراصل امرت دھارا ایک ایسی دوا کا نام ہے جو متعدد امراض کو فائدہ دیتی ہے۔ اور اسی خوبی کی مناسبت سے اُسے سَو دواؤں کی بجائے استعمال ہونے والی ایک دوا کہا گیا ہے۔

"امرت دھارا" کی دوا کن بیماریوں میں استعمال کی جاتی تھی۔ اس کے متعلق مَیں کچھ نہیں جانتا۔ لیکن مَیں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ اس دوائی کی طرح اور بھی بیسیوں چیزیں ایسی ہیں جنہیں سینکڑوں جگہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اور اس کے علاوہ کئی نام بھی ایسے ہیں جو ہزاروں بگڑے کام سنوارتے ہیں اور جن کے استعمال سے زندگی کے کئی شعبوں میں فائدہ حاصل کیا جاتا ہے۔ عام طور پر یہ نام مسلسل استعمال ہونے کے بعد مستقل نعروں کی صورت اختیار کر چکے ہوتے ہیں۔ ہمارے ملک میں ایسے ناموں میں سرِفہرست علامہ اقبال کا نام آتا ہے۔

علامہ اقبال کے حکیم الامت اور شاعرِ مشرق ہونے میں تو کسی کو کلام نہیں اور اُن کا یہ پہلو بھی کچھ کم عظمت کا حامل نہیں کہ انہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کو اُس وقت آزاد اسلامی ریاست کا تصور دیا تھا۔

جب لوگوں کے کانوں تک پاکستان کا نام ایک لفظ کی حیثیت سے بھی نہیں پہنچا تھا لیکن جس نظریئے کے تحت اور جن مسائل کے حل کی خاطر انہوں نے "آزاد اسلامی ریاست" کا تصور دیا تھا اس کا تصور بھی آج لوگوں کے ذہنوں میں باقی نہیں رہا۔

اصل مقصد

لوگ بھول چکے ہیں یا اقبال کے نام کے جا و بے جا استعمال نے انہیں بھولنے پر مجبور کر دیا ہے کہ علامہ مرحوم کا اصل مقصد کیا تھا اور وہ کس لئے اپنی قوم کو فرنگی اور اُس کے مسلمان ایجنٹوں کی دست بُرد سے آزاد دیکھنا چاہتے تھے۔ اُن کے کلام کے ایڈیشن پر ایڈیشن چھپتے ہیں۔ لیکن علامہ اقبال اس معاملہ میں بے حد مظلوم ہیں کہ اُن کی قوم نے اُن کے کلام سے وہ درد اور وہ تپش اور وہ احساس نہیں اپنایا جو مرصع جلدوں میں منتظم ہیروں کی طرح محفوظ ہے۔

پاکستان بننے کے بعد ایک گروہ ہے جس نے اقبال کے نام کے سہارے اپنے کاروبار کو نہیں چمکایا۔

— مداحوں نے مدح سرائی کر کے خود اپنے ناموں کی تختیوں کا زنگ دور کیا۔

— احباب نے علامہ اقبال سے اپنے ذاتی تعلقات جتا کر اپنی بڑائی کا ڈھنڈورا پیٹا۔

— ریڈیو نے قوم کو اقبال کے کلام کی غذائیت میں اُلجھایا۔

— رہنماؤں نے اقبال کی زندگی کو نمونہ بنانے کی تلقین کی اور پردے میں اپنی زندگی کے نمونوں کو چھپانے کا کام لیا۔

— رہبروں نے اقبال کے نام کی مشعلِ راہ عوام کے ہاتھوں میں تھما دی اور خود قافلے کی متاع جلوس پر ہاتھ صاف کیا۔

— حکومت نے اقبال کے نام کو عید کا چاند بنا کر عوام کو غم جہاں دُور کھینچا جا ہا۔ اور

مختلف ہلدر و کمیٹیوں نے اقبال کے پیغام کی تبلیغ کی آڑ لے کر چندہ کی تھیلیاں بھریں۔

علامہ اقبال کے نام پر وہ سب کچھ ہوا جو نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ اور وہ نہ ہوا جو اقبال کرنا چاہتے تھے۔ کسی نے اقبال کے کہنے پر جس کھیت سے دہقان کو روزی میسر نہیں اُس کھیت کے خوشہ گندم کو جلانے کی تکلیف نہ کی۔ اقبال خود سمجھتے تھے کہ اُن کے کلام پر عمل نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے سے

خدانے اُن کو عطا کی ہے خواجگی کہ جنہیں
خبر نہیں روشِ بندہ پروری کیا ہے

چنانچہ انہوں نے بارہا بندوں کے خدا سے بھی اس بات کا شکوہ کیا ہے

تو قادر و عادل ہے مگر تیرے جہاں میں
ہیں تلخ بہت بندۂ مزدور کے اوقات

اربابِ حل و عقد نے کلام اقبال کا فقط وہ پہلو اُبھارا جس سے لوگوں پر وجد کی کیفیت طاری ہو اور نگاہیں چکا چوند ہو جائیں۔ اُس اقبال سے گریز کیا جو جہد و جہدِ عمل کا پیغام دیتا تھا۔ باطل کو للکارتا تھا۔ اور بے خواجگی کا دشمن تھا اور ع

ایسے غزلِ سرا کو چمن سے نکال دو

پر عمل کرتے ہوئے واقعی اُس کے بنائے ہوئے گلستان سے اُسے باہر نکال پھینکا گیا۔

کلامِ اقبال کا استعمال

بڑوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے چھوٹوں نے بھی اقبال اور اُس کے کلام کو اپنے مطلب اور مفاد کے لئے استعمال کیا۔ معاشرے کے ہر طبقے اور ہر پیشے کے افراد نے اقبال کے کلام اور نام سے صرف انہی باتوں کا انتخاب کیا۔ جو اُن کے استعمال میں آسکتی تھیں۔

اخبارات کے ایڈیٹروں ہی کو لیجئے جہاں کسی کاتب نے یہ اطلاع دی کہ جناب لکھے ہوئے مضمون میں چار سطریں بچ رہتی ہیں۔ جھٹ ایڈیٹر صاحب نے دو شعر کاغذ کے پُرزے پر لکھے اور کاتب صاحب کے حوالے کر دیئے۔ خالی جگہ پُر ہو گئی۔

اسٹیج پر کھڑے ہوئے مقرر کو جہاں اپنی تقریر کی روانی ختم ہوتی محسوس ہوئی۔ اُس نے اپنا دایاں ہاتھ ہوا میں لہرایا اور اقبال کا یہ شعر دوہرایا سے

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

اور جب کسی واعظ کو قرآن شریف کی آیت یاد نہ رہی تو اُس نے ارشاد فرمایا سے

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

مجھے یاد ہے جب مسلم لیگ کو ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں یو۔پی میں جمعیتہ العلماء ہند کا زور توڑنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو لیگی کارکنوں کو علامہ اقبال کے دو شعر رٹوائے گئے تھے۔ جن کا ایک مصرع یہ تھا ع

ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبیست

پنجاب میں ہر مذہبی فرقے نے اقبال کے اشعار کا سہارا لے کر دوسرے کو کافر اور بے دین قرار دیا ہے۔

بہت سے شاعروں نے اقبال کے اشعار پر نظمیں اور پیروڈیاں لکھی ہیں۔

قوالوں نے گردن کی رگیں پھلا پھلا کر اقبال کی غزلیں الاپیں اور اپنی سارنگیاں نوٹوں سے بھر لیں۔ موسیقی...... نے ع

گیسوئے تابدار کو اور بھی تابدار کر

جیسے شعروں کی مجنونی عاشقی اور مجذوبی کی توجیہات تلاش کیں۔ اور فلمی اشتہار دینے والوں کو اقبال کا فقط ایک ہی مصرعہ پسند آیا۔ ع

ہے دیکھنے کی چیز اسے بار بار دیکھ!

پاکستان کے ابتدائی دنوں میں ایک شخص نے "ملت آرٹ پروڈکشن" کے نام سے ایک فلمی کمپنی قائم کی تھی۔ جس کے پروگرام میں اقبال کا "مردِ مومن" فلمانے کا اعلان بھی شامل تھا۔ یہ کمپنی عوام کا پچاس ساٹھ ہزار روپیہ سمیٹ کر غائب ہو گئی تھی۔

رسالوں نے اقبال نمبر چھاپ چھاپ کر اشاعتوں میں خاطر خواہ اضافہ کر لیا۔ شارحین نے اقبال کے کلام کو آسان کر کے پیش کرنے کا معاوضہ حاصل کیا اور اشاعت کردوں نے ہزاروں روپے کمائے۔ مجمع گیروں اور دوا فروشوں نے لوگوں کو متأثر کرنے کے لئے "بانگِ درا" کا سہارا لیا۔ پان فروشوں نے اقبال کی منقش تصویروں کو اپنی دکانوں پر سجایا اور کشمیری بازار سے شائع کردہ کیلنڈروں سے گرم حماموں کی دیواریں رنگین ہو گئیں۔

بعض ستم ظریفوں نے

یہ تو جو کچھ ہوا۔ اقبال کے نام اور کلام کے صدقے میں ہوا۔ بعض لوگ تو ایسے ستم ظریف ہیں کہ علامہ کے مزار سے بھی فائدہ اُٹھا جاتے ہیں۔ مثلاً مَیں کئی اقبال پرستوں کو جانتا ہوں۔ جو رات کے وقت شاہی مسجد کے پچھواڑے بازارِ حسن میں چُھپ چُھپا کر جاتے ہیں اور اگر کسی واقف کار سے ملاقات ہو جائے تو کہتے ہیں

ہم اقبال کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لئے حاضر ہوئے تھے۔

تقسیمِ ہند سے قبل انار کلی کے قریب شراب کی ایک دکان تھی۔ اُس کا مالک تو تھا ہندو۔ لیکن اُس نے بھی اپنے فہم کے مطابق اپنا کاروبار چمکانے کے لئے اقبال کے اس شعر کو ایک کپڑے پر لکھوا کر دیوار پر لٹکا رکھا تھا سے

لا پھر اک بار وہی بادہ و جام اے ساقی
ہاتھ آجائے مجھے میرا مقام اے ساقی

بعض کو تو یہ بھی نہیں معلوم کہ علامہ اقبال سے رشتہ جوڑنے کے لئے اُن کی زندگی کے کس پہلو سے کس طرح فائدہ اُٹھائیں۔ مگر وہ پھر بھی اقبال کے نام سے فائدہ اُٹھانے سے نہیں چوکتے۔

(بشکریہ ہفت روزہ لاہور۔ لاہور ۲۶ اپریل ۸۶ء)

اُذکروا محاسن موتاکم بالخیر

والدہ محترمہ سیّدہ زیب افزا بیگم صاحبہ کا ذکرِ خیر

از مکرم سیٹھ داؤد احمد صاحب صدر تبلیغی منصوبہ بندی کمیٹی یوپی لکھنؤ

افسوس مورخہ ۸ مارچ ۱۹۸۶ء کی شب دس بج کر ۵ منٹ پر میری نہایت پیاری والدہ محترمہ سیّدہ زیب افزا بیگم صاحبہ اہلیہ محترم سیٹھ خیر الدین صاحب رضی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

محترمہ والدہ صاحبہ کی مفارقت ہمارے لئے ایک نہایت صبر آزما گھڑی ہے۔ وہ بے انتہا خوبیوں کی مالک تھیں۔ ہر عسر و یُسر میں یکساں رہیں صوم و صلوٰۃ کی پابندی اور ذکر الٰہی ان کا معمول۔ صبر اور توکل علی اللہ ان کا طرۂ امتیاز تھا۔

آگرہ کے اثنا عشری سید گھرانے سے آپ کا تعلق تھا۔ اس خاندان میں حکماء۔ علماء۔ فقہاء و ادیب اور شاعر پیدا ہوئے۔ جن میں میر ببر علی انیس۔ مرزا غالب۔ میر وزیر علی صبا ر قابل ذکر ہیں۔

تاج روڈ آگرہ کے عقب میں حکیم وگلی میں میر ولائیت حسین ایک معروف تاجر رہتے تھے۔ جن کے ایک ہی صاحبزادے سید آغا علی صاحب تھے۔ سید آغا علی صاحب کے ایک بیٹی (محترمہ والدہ صاحبہ مرحومہ) اور تین بیٹے تھے۔ یعنی سید ارشد علی صاحب مرحوم (سابق رسالہ درویش) سید ارتضیٰ علی صاحب مرحوم و سید زاہد علی صاحب مرحوم۔

والدہ محترمہ کے ماموں جان محترم مرزا کبیر الدین صاحب کو اللہ تعالیٰ نے سب سے قبل احمدیت کی نعمت سے نوازا۔ میری والدہ صاحبہ کی ولادت کے وقت ہی میری نانی جان محترمہ زینت النساء بیگم صاحبہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ جو ایک اچھی شاعرہ بھی تھیں۔ اسی وجہ سے محترم مرزا کبیر الدین احمد صاحب میری والدہ صاحبہ اور تینوں ماموں صاحبان کو لے کر لکھنؤ آ گئے اور یہاں پر ان کی کفالت کی ذمہ داری ان کی ممانی جان محترمہ وحیدن بیگم کے سپرد کر دی۔ جو عقیدہ کے لحاظ سے غیر احمدی تھیں۔ رسم و رواج کی پابند اور دینی علمی اُن کا معمول تھا لیکن اس کے باوجود والدہ صاحبہ مرحومہ اور ان کے تینوں بھائی اپنے ماموں جان محترم مرزا کبیر الدین صاحب سے متاثر رہے اس طرح ان سب کو بچپن سے ہی احمدیت قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

اس وقت والدہ صاحبہ جو سب سے چھوٹی اولاد تھیں نو سال کی تھیں۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْم۔

اللہ تعالیٰ نے دوسرا فضل یہ کیا کہ محترم والد صاحب حضرت سیٹھ خیر الدین صاحب مرحوم سے آپ کا نکاح ہو گیا۔ گویا ہمارے ننہال سے ہمیں احمدیت جیسی نعمت نصیب ہوئی اور محترم والد صاحب کی مخلصانہ مساعی سے احمدیت لکھنؤ میں پروان چڑھی۔

محترمہ والدہ صاحبہ مرحومہ احمدیت اور خلفائے عظام اور کارکنان سلسلہ سے گہری عقیدت اور محبت رکھتی تھیں۔ اس ضمن میں چند باتیں ازدیادِ ایمان کی خاطر پیش خدمت ہیں۔

جب کبھی کوئی موقعہ ہوتا تھا مرحومہ موقعہ کی مناسبت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار اور سلسلہ کے دوسرے مقبول شعراء کے اشعار نہایت والہانہ انداز میں پڑھا کرتی تھیں۔ اکثر اشعار حفظ تھے۔ اور رقت کے ساتھ پڑھتی تھیں جو ان کی ایمانی کیفیت کی عکاسی کرتے تھے۔

جب برما کی مسجد کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواتین میں تحریک کی تو والدہ صاحبہ محترمہ نے اپنے ہر دل عزیز تمام زیورات اپنے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے بشاشت قلب کے ساتھ پیش کر دیئے اور ایک عظیم مثال قائم کر دکھائی۔ اسی طرح بیرون ممالک میں ایک اور مسجد میں بھی مالی تعاون پیش کرنے کی سعادت پائی۔ الحمد للہ۔

لکھنؤ میں والد صاحب مرحوم کے قائم کردہ دار التبلیغ میں مہمانان کرام کی کثیر تعداد قیام پذیر رہتی۔ ان سب کی ضیافت و آرام کا انتظام اور ذمہ داری محترمہ والدہ پر ہی تھی جس کا مشاہدہ خود مہمانانِ کرام نے کیا ہو گا۔ ان میں جیّد صحابۂ کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ مبلغین کرام اور دیگر مسلم و غیر مسلم حضرات ہوا کرتے تھے۔

والدہ صاحبہ کو لوساحزادیاں تھیں

دنیاوی لحاظ سے ایک لڑکی کے رشتہ کیلئے بڑی پریشانی ہوتی ہے لیکن موصوفہ نے کبھی بھی پریشانی کا اظہار نہیں کیا بلکہ پورے اعتماد کے ساتھ اللہ پر توکل کر کے تمام بیٹیوں کی شادی خالص احمدی گھرانوں میں کی۔ اور کبھی خیال میں بھی یہ بات نہیں لائی کہ لڑکیوں کا رشتہ غیر احمدیوں میں کریں اگر کوئی ان کا عزیز اشارہ بھی کرتا تو سخت ناپسندیدگی کا اظہار فرماتیں۔

چنانچہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھارت میں رہنے والے تاجروں اور معززین کو تحریک فرمائی کہ درویشانِ قادیان میں اپنی بیٹیوں کے رشتے کریں تو محترمہ والدہ صاحبہ نے نہایت مسرت کے ساتھ اس تحریک میں لبیک کہا اور محترم چوہدری سعید احمد صاحب درویش (ناظر امور عامہ) سے اپنی ایک بیٹی کا رشتہ کیا۔ اور اپنے حلقہ میں مسرت کے ساتھ اس کا اظہار فرماتی تھیں۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے والہانہ عقیدت و محبت رکھتی تھیں۔ ایک مرتبہ ہماری ایک ہمشیرہ صاحبہ کے رشتہ کے متعلق محترمہ صاحبزادی حضرت منصورہ بیگم صاحبہ مرحومہ کا خط والدہ صاحبہ کے نام موصول ہوا جس میں یہ ذکر تھا کہ قادیان میں محترم برکات احمد صاحب راجیکی مرحوم (سابق ناظر امور عامہ قادیان) کے لئے میں سفارش کرتی ہوں والدہ صاحبہ کو یہ معلوم تھا کہ محترم مولوی راجیکی صاحب دل کے عارضہ میں مبتلا ہیں اور دیگر عوارض بھی اُنہیں لاحق ہیں لیکن محترمہ صاحبزادی صاحبہ کے قیمتی خط کو دیکھ کر فرط مسرت سے چوم لیا اور بسر و چشم اس رشتہ کو قبول کیا۔ ابھی ہماری ہمشیرہ صاحبہ کا نکاح ہی ہوا تھا کہ چند ماہ کے اندر محترم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی کا ہارٹ فیل ہو جانے سے انتقال ہو گیا۔ ہم سب کے لئے یہ ایک عظیم سانحہ تھا اور والدہ صاحبہ کے لئے سب سے زیادہ لیکن موصوفہ نے اس غم کو صبر کے ساتھ برداشت ہی نہیں کیا بلکہ اعتماد و یقین کے ساتھ فرمایا کہ اس رشتہ کے لئے محترمہ صاحبزادی منصورہ بیگم صاحبہ کی دعائیں شامل حال رہی ہیں اس لئے انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ ضرور کوئی بہتر رشتہ دیگا۔ چنانچہ مولوی صاحب مرحوم کی وفات پر محترمہ صاحبزادی منصورہ بیگم صاحبہ و محترمہ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کے تعزیت نامے موصول ہوئے جس میں رشتہ کے نعم البدل کی دعا بھی فرمائی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بالکل مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ہی جیسا بہتر رشتہ ہماری ہمشیرہ صاحبہ کو عطا فرمایا۔ الحمد للہ۔

جب کبھی محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب لکھنؤ تشریف لاتے تو آپ وفور مسرت سے خود قیام گاہ میں تشریف لے جاتیں اور ہر طرح کا خیال رکھتیں۔ ویمبڈ کانفرنس کے موقعہ پر جب اکتوبر ۱۹۸۰ء کو محترم میاں صاحب لکھنؤ تشریف لائے تو مرحومہ کی طبیعت ناساز تھی لیکن زینے پر استقبال کے لئے خود حاضر ہوئیں اور السلام علیکم عرض کیا۔

غرض مرحومہ ایک نہایت مخلص اور قربانی کرنے والی خاتون تھیں نمازوں کو التزام کے ساتھ نہایت پابندی سے اوّل وقت میں ادا کیا کرتی تھیں۔ اور جوانی کی عمر ہی سے نماز تہجد بھی بڑی باقاعدگی سے ادا کرتی تھیں۔

احباب جماعت و بزرگان کرام سے درخواست ہے کہ والدہ محترمہ کی مغفرت و بلندیٔ درجات کے لئے دعا کریں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ہم سب افراد خاندان کو صبر جمیل کی توفیق دے اور محترمہ مرحومہ کے نیک نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

والدہ صاحبہ کی وفات پر بعض احباب و بزرگوں نے اظہار تعزیت فرمایا اور نیز وقت پر غم کے تقسیم کا اندمال کیا۔ خاکسار ان کا ممنون و مشکور ہے۔ انشاء اللہ انفرادی رنگ میں خط بھی لکھنے کی کوشش کروں گا۔

گولڈ میڈل کا اعزاز

مکرم مظفر احمد صاحب ناک ابن مکرم غلام نبی صاحب ناظر آغہ پاری پورہ کشمیر نے کشمیری ایم اے میں نمایاں پوزیشن حاصل کر کے ار ستمبر ۱۹۸۶ء کو منعقدہ کشمیر یونیورسٹی کے کانووکیشن میں دو گولڈ میڈل۔ ایک یونیورسٹی گولڈ میڈل اور دوسرا کشمیر گولڈ میڈل گورنر صاحب جموں و کشمیر (چانسلر) سے وصول کئے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان کے لئے اور جماعت کے لئے مبارک فرمائے۔ اور مزید اعلیٰ کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین

(ایڈیٹر)

Rece[illegible] Dat[illegible]

شاہراہِ غلبۂ اسلام پر

ہماری کامیاب تبلیغی و تربیتی مساعی

— مکرمہ نعیمہ بشریٰ صاحبہ سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ معیار دوم قادیان تحریر کرتی ہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے امسال ناصرات کی جو تبلیغی و تربیتی کلاس ہوتا کر اپریل منعقد کی گئی۔ تربیتی کلاس کے انعقاد سے ایک دن قبل محترمہ سیکرٹری امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے تربیتی کلاس کا افتتاح کرتے ہوئے اپنے زریں ہدایات سے نوازا۔ ممبرات ناصرات الاحمدیہ قادیان بہت خوش اور لگن سے اس میں حصہ لیتی رہیں۔ تربیتی کلاس کے اختتام پر نصاب کا تحریری و زبانی امتحان لیا گیا۔ [illegible] کو یوم انعامات [illegible] صدارت محترمہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ منایا گیا۔ جس میں تلاوت قرآن کریم نظم خوانی و عہد ناصرات دہرانے کے بعد [illegible] نعیمہ بشریٰ نے مختصر رپورٹ تربیتی کلاس کی پیش کی۔ [illegible] عزیزہ [illegible] [illegible] صاحبہ نے تربیتی کلاس سے [illegible] اپنی [illegible] قرات [illegible] بعد ازاں محترمہ [illegible] بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے تربیتی کلاس میں [illegible] پوزیشن حاصل کرنے والی بچیوں میں انعامات تقسیم فرمائے۔ اور اپنے [illegible] خطاب میں [illegible] ناصرات [illegible] کی کارکردگی پر اطمینان اور خوشی کا اظہار فرمایا۔ اور اپنے قیمتی نصائح سے نوازا۔ اس تربیتی کلاس میں [illegible] کی [illegible] ممبرات [illegible] نے استفادہ کیا۔ تربیتی کلاس کا انعقاد [illegible] کے لئے لجنہ اماء اللہ [illegible] نے اپنے [illegible] اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ آمین

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری ناچیز مساعی میں برکت ڈالے اور آئندہ زیادہ بہتر رنگ میں دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

— مکرم مولوی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جلسہ زیر صدارت مکرم ناصر احمد صاحب [illegible] جماعت منعقد ہوا جس میں [illegible] احباب شامل ہوئے۔ تلاوت قرآن کریم و نظم خوانی کے بعد مکرم [illegible] [illegible]

[illegible] کے بعد [illegible] مکرم محمد یوسف صاحب اور مکرم صدر جلسہ نے تقاریر کیں۔ اللہ تعالیٰ بہتر نتائج پیدا کرے۔

— مکرم محمد یوسف احمد صاحب مبلغ [illegible] تحریر کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ [illegible] کے زیر اہتمام ایک تبلیغی پروگرام بنایا گیا۔ [illegible] ایک وفد تشکیل دیا گیا [illegible] [illegible] زیر صدارت [illegible] احمد صاحب [illegible] جماعت [illegible] جلسہ منعقد کیا گیا [illegible] [illegible] [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] ظہور امام مہدی پر تفصیلی رنگ میں روشنی ڈالی۔ جلسہ خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت کامیاب رہا۔ اللہ تعالیٰ سعید روحوں کو قبول احمدیت کی توفیق بخشے۔

— مکرم [illegible] احمد صاحب [illegible] صدر جماعت [illegible] تحریر فرماتے ہیں کہ [illegible] جماعت احمدیہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اسکول [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] صاحب [illegible] تعلیم الاسلام [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] نذیر احمد [illegible] مکرم مولوی [illegible] صاحب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کشمیر سے [illegible] کی [illegible] خواہش کا اظہار کیا [illegible] تعالیٰ اس ادارہ کو اسلام و احمدیت کی اشاعت کا بہترین ذریعہ بنائے۔

— مکرم مولوی سلطان [illegible] صاحب [illegible] مبلغ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مکرم [illegible] احمد [illegible] صاحب [illegible] [illegible] کے پیش نظر [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جب [illegible] [illegible] صاحب [illegible] [illegible] [illegible]

جلسہ کی صدارت [illegible] احمدیہ [illegible] [illegible] [illegible] تلاوت قرآن مجید کے بعد [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اس جلسہ کی غرض و غایت بیان کی اور جماعت احمدیہ کی تعلیمات کا تعارف کرایا۔ اس کے بعد [illegible] [illegible] مکرم محمد [illegible] صاحب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ایک ہی ہے۔

آخر میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مکرم [illegible] صاحب مکرم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہم اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible] [illegible] برکت [illegible] آمین۔

— مکرم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جماعت احمدیہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کتابیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کتابیں اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] احمد صاحب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] صاحب [illegible] زبانی تبلیغ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

تصحیح

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] صاحب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

(۲) اخبار بدر کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] (ادارہ)

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

علامہ اقبال اور حکیم مولانا نور الدین صاحب بھیروی رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسیح الاول

حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام اشاعتِ اسلام کے لئے پادریوں سے جنگ مقدس کا آغاز فرما چکے تھے۔ پادری آپ کے دلائل کے سامنے عاجز ہو رہے تھے۔ مگر علماء کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شدید مخالفت ہو گئی تھی۔ آپ کے خلاف فتوے جاری تھے۔ اور آپ پر ایمان لانے والوں کو سخت اذیتیں پہنچائی جا رہی تھیں۔ لدھیانہ کے ایک مولوی سعد اللہ سعدی اپنے دل آزار اشعار کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ) کی توہین کے مرتکب ہو رہے تھے۔ علامہ اقبال نے ان دنوں اپنے زمانہ طالب علمی میں مولوی سعد اللہ لدھیانوی (سعدی) کی گالیوں کے جواب میں ایک نظم لکھی۔ جسے حرف بحرف شائع کیا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ علامہ موصوف کی نصرتِ حق کے لئے ایک کوشش تھی۔

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب مرحوم نے اپنی کتاب "آئینہ حق نما" کے صفحہ ۱۰۱ (مطبوعہ ۱۹۱۲ء) میں علامہ اقبال کی اس نظم کو محفوظ فرما لیا تھا۔ اس کے ۲۰ شعر ہیں۔ چند شعر ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

وہ سعدی دیکھ لی گندہ دہانی آپ کی
خوب ہوگی بہتروں میں قدر دانی آپ کی
بہت ساری آپ کی بیت الخلاء سے کم نہیں
ہے پسند خاکروباں شعر خوانی آپ کی
آپ کے اشعار حق ہیں مگر یہ کے بغیر
گردشِ عالم تک یہ پہنچے ہیں زبانی آپ کی
گوہر پیدا ہوئے ہیں آپ کے منہ سے بھی
جان سے تنگ آ گئی ہے مہترانی آپ کی
ہر طرف پیدا ہے یوں جو دُر ہر کی صدا
آگئی ایک نوع کی دُر فشانی آپ کی
جوم عصر کے بھائی بن گئے گپڑی بدل
واہ کیا اسلام پر ہے مہربانی آپ کی

مولانا صاحبزادہ محمد اللہ شاہ صاحب تو اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں۔ کہ علامہ اقبال ایک دعوت میں حکیم نور الدین قادیانیؓ کو دیکھ کر نصیحت برہم ہو گئے۔ ہم نے اوپر کی سطور میں علامہ اقبال و مولانا حکیم نور الدین رضی اللہ عنہ کے خوشگوار تعلقات کی دو مثالیں اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام سے علامہ اقبال کی ارادت کی دو تین مثالیں پیش کی ہیں۔ علامہ اقبال کی انگاہ میں جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کی جو قدر اور احترام تھا اس کی بابت بھی سنئے۔

کتاب "زندہ رود" (اقبال کا اختتامی دور) صفحہ ۶۷۵ آئیٹم ۶ میں لکھا ہے کہ "۲ مارچ ۱۹۲۷ء کو اسلامیہ کالج کے حبیبیہ ہال میں مرزا بشیر الدین محمود (سلسلہ احمدیہ کے دوسرے جانشین) نے مذہب اور سائنس کے موضوع پر اقبال کی زیر صدارت لیکچر دیا۔ بعد میں اقبال نے اپنے صدارتی خطبہ میں قرآن مجید کی آیات سے ان کے استنباط کی خصوصی طور پر تعریف کی۔"

اسی کتاب "زندہ رود" کے صفحہ ۶۷۵ آئیٹم ۷ میں لکھا ہے کہ "۴ ستمبر ۱۹۳۰ء کو اقبال نے مرزا بشیر الدین محمود کے سیکرٹری کو ایک خط لکھا کہ چونکہ آپ کی جماعت منظم ہے اور نیز بہت سے مستعد آدمی اس جماعت میں موجود ہیں۔ آپ بہت مفید کام مسلمانوں کے لئے انجام دے سکیں گے۔"

اسی کتاب "زندہ رود" کے صفحہ ۶۷۵ آئیٹم ۸ میں لکھا ہے۔ "۲۵ جولائی ۱۹۳۱ء کو نواب ذوالفقار علی خاں کی کوٹھی واقع شملہ میں ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں اقبال، مرزا بشیر الدین محمود اور دیگر رہنما جمع ہوئے۔ اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی قائم کی گئی۔ اجلاس میں موجود سب اکابر نے کمیٹی کا رکن بننا منظور کر لیا۔ مرزا بشیر الدین محمود کو اقبال ہی کی تجویز پر کمیٹی کی صدارت پیش کی گئی۔ کیونکہ بقول اقبال اُن کے پاس وسائل بھی تھے۔ اور مخلص اور کام کرنے والے کارکن بھی۔"

اسی کتاب "زندہ رود" کے صفحہ ۶۷۵ آئیٹم ۹ میں لکھا ہے کہ علامہ اقبال جب دوسری گول میز کانفرنس میں شرکت کے لئے انگلستان گئے۔ تو ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۱ء کو مولوی فرزند علی امام احمدیہ مسجد لندن نے انہیں اور ان کے رفقاء کو مسجد کی ایک تقریب میں مدعو کیا۔ غلام رسول مہر اقبال کے ساتھ تھے۔ روزنامہ "انقلاب" میں چھپی ہوئی تفصیل کے مطابق اقبال نو مسلم انگریزوں کی زبان سے قرآن مجید سن کر خوش ہوئے۔ وہ خصوصی طور پر ایک نو مسلم انگریز نوجوان عبد الرحمان پارڈی کے حسنِ قرأت اور صحیح تلفظ سے محظوظ ہوئے۔ نیز ایک چھ سالہ انگریز بچی نے جب سورۃ فاتحہ پڑھ کر سنائی تو اقبال نے اُسے ایک پاؤنڈ انعام دیا۔ اور پھر مولوی فرزند علی کا شکریہ ادا کیا۔ جن کی توجہ سے انہیں یہ موقع نصیب ہوا۔ (روزنامہ انقلاب لاہور ۲۹ اکتوبر ۱۹۳۱ء)

علامہ اقبال کی زندگی احمدیت کے تعلق میں تین حصوں میں تقسیم کی جا سکتی ہے۔

اوّل۔ جب علامہ موصوف حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد صاحبؑ کے عقیدت مند تھے۔

دوم۔ جب آپ جماعت احمدیہ کے مداح تھے۔ اور علامہ اقبال نے "ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر" اپنی علی گڑھ کی تقریر میں کہا تھا کہ "میری رائے میں ←

قومی سیرت کا وہ اسلوب جس کا سایہ عالمگیر کی ذات نے ڈالا تھا۔ ٹھیٹھ اسلامی سیرت کا نمونہ ہے۔ اور ہماری تعلیم کا مقصد ہونا چاہیئے۔ کہ اس نمونہ کو ترقی دی جائے۔ اور مسلمان ہر وقت اسے پیش نظر رکھیں۔ پنجاب میں اسی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں۔" ظاہر ہے کہ علامہ اقبال کے وسیع مطالعہ کا یہ حاصل ہے۔ مولانا صاحبزادہ محمد اللہ شاہ صاحب نے تو ایک سنی سنائی بات حقیقتِ حال جانے بغیر بیان فرما کر لوگوں کو احمدیت سے متنفر کرنے کی سعی فرمائی ہے۔ لیکن اس کے مقابل پر تاریخ کے آئینہ میں اور علامہ اقبال کی زندگی کے حالات پر لکھی گئی کتب سے ہم نے ایسے تین ثبوت فراہم کئے ہیں جنہیں پڑھ کر مولانا صاحب کو بھی اور قارئین کرام کو بھی اصل حقائق سے آگاہی ہو جائے گی۔ اور پیدا کردہ غلط فہمی دُور ہو جائے گی۔

سوم۔ علامہ اقبال کی زندگی کا آخری دَور بہت طویل داستان ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس پر کسی فرصت کے وقت روشنی ڈالی جائے گی۔

رمضان المبارک کی مقدس ماہ اور ادائیگی زکوٰۃ

احباب جماعت کو بخوبی علم ہے کہ زکوٰۃ ایک شرعی فریضہ ہے اور اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔ اور ہر صاحب نصاب کے لئے زکوٰۃ کی ادائیگی نہایت ضروری ہے۔ رمضان المبارک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی میں مومنوں کی صدقہ و خیرات اور انفاق فی سبیل اللہ کی طرف غیر معمولی توجہ ہوتی ہے ـــــ لہٰذا جملہ عہدیداران جماعت اور مبلغین و معلمین کرام سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ صاحب نصاب احباب جماعت کو زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف بھی خصوصیت کے ساتھ توجہ دلائیں گے۔

یاد رہے کہ قرآن کریم اور حدیث شریف کی رو سے ضروری ہے کہ امام وقت کے پاس ہی زکوٰۃ ادا کی جائے جو اغنیاء سے لے کر محتاجوں پر صرف کریں گے۔ جو احباب یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم نے اپنے طور پر زکوٰۃ ادا کر دی ہے شرعاً درست نہیں ہے۔ پس بھارت کے تمام احباب کی زکوٰۃ کی کل رقم مرکز سلسلہ قادیان میں آنی چاہیئے ـــــ اگر کوئی صاحب یا جماعت واجب الاداء یا ادا شدہ زکوٰۃ کی رقم میں سے کچھ حصہ مقامی طور پر مستحقین میں تقسیم کرنا چاہیں تو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے قادیان میں مقرر کردہ سب کمیٹی زکوٰۃ سے بتوسط نظارت بیت المال آمد اجازت حاصل کر کے ایسا کر سکتے ہیں۔

ایسے صاحب نصاب دوستوں کی خدمت میں جنہوں نے تا حال اپنے ذمہ واجب الادا زکوٰۃ کی رقم ادا نہ کی ہو گزارش ہے کہ وہ جلد اس فریضہ کی ادائیگی کی طرف توجہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ زکوٰۃ کے مسائل سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے رسالہ زکوٰۃ دفتر ہذا سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

توسیع مکان بھارت فنڈ بقیہ صفحہ اوّل

جماعت ہائے احمدیہ بھارت کے جملہ امراء/صدر صاحبان اور دیگر عہدیداران مال کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ مہربانی فرما کر افراد جماعت کے وعدہ جات اور وصولی کی فہرستیں جلد از جلد نظارت بیت المال آمد میں بھجوا کر ممنون فرما دیں۔ اور جمع شدہ رقوم "توسیع مکان بھارت" کی مد میں جمع کرنے کے لئے مرکز میں بجھواتے رہیں۔ نیز وعدہ جات اور وصولی کی ماہ وار فہرست نظارت بیت المال آمد کو بھجوا دیا کریں۔ تاکہ وعدہ جات اور وصولی کی ہر ماہ رپورٹ حضور کی خدمت میں بغرض دعا بھجوائی جا سکے۔ اگر آپ کی جماعت کا کوئی فرد مستقل یا عارضی طور پر کسی بیرونی ملک میں مقیم ہے تو مہربانی فرما کر ایسے فرد/افراد کے مکمل پتہ سے بھی نظارت ہذا کو مطلع کر کے ممنون فرما دیں۔ کیونکہ مکرم وکیل المال صاحب لندن نے یہ فہرست طلب فرمائی ہے وہ حضور کے ارشاد کی روشنی میں براہ راست ایسے افراد سے رابطہ قائم کریں گے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر ہے اور آپ کے رزق و اموال میں غیر معمولی خیر و برکت عطا فرمائے آمین

ناظر بیت المال آمد قادیان

اخبار بدر کی اعانت آپ کا قومی فریضہ ہے

مینیجر بدر

أفضل الذكر لا إله إلا الله

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب:- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چیت پور روڈ۔ کلکتہ ۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.

PH. 275475
RESI. 273903 } CALCUTTA - 700073.

الخیر کلہ فی القرآن

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA PHONE :- 279203

CARDBOARD BOX MFG. CO.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.

CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.

15, PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح ؛ خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

بی۔ ایم الیکٹرک ورکس بمبئی

خاص طور پر ان اغراض کے لئے ہم سے رابطہ قائم کیجئے :-

- الیکٹریکل انجینئرس
- الیکٹریکل ورکنگ۔
- لائسنس کنٹریکٹرس
- موٹر وائنڈنگ

C-10 LAXMI GOBIND APART, J.P. ROAD. VERSOVA

FOUR BUNGLOWS, ANDHERI (WEST)

57 108 }
629389 } ٹیلیفون نمبرز BOMBAY - 58.

”میں وہی ہوں

جو وقت پر اصلاحِ خلق کے لئے بھیجا گیا“

(فتح اسلام مصنفہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش

لیڈی بون مل

نمبر ۵-۲-۱۰
فلک نما
حیدرآباد-۵۰۰۰۵۳

”محبت سب کیلئے

نفرت کسی سے نہیں“

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

پیشکش :- سن رائز ربر پروڈکٹس ۲ ٹوپسیا روڈ۔ کلکتہ - ۳۹ [illegible]

SUNRISE RUBBER PRODUCTS

2 - TOPSIA ROAD, CALCUTTA - 700039.

"AUTOCENTRE" تار کا پتہ

23-5222 }
23-1652 } ٹیلیفون نمبرز

آٹو ٹریڈرز

۱۶- مینگو لین۔ کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

HM ہندوستان موٹرز لمیٹڈ کے منظور شدہ تقسیم کار HM

برائے :- ایمبیسڈر • بیڈفورڈ • ٹریکر

SKF بالز اور رولر بیئرنگ کے ڈسٹری بیوٹر

ہر قسم کی ڈیزل اور پٹرول کاروں اور ٹرکوں کے اصلی پرزہ جات دستیاب ہیں۔

AUTO TRADERS

16 - MANGOE LANE, CALCUTTA - 700001.

پرفیکٹ ٹریول ایڈس

… TRAVEL AIDS
… NO. … -16.
INDUSTRIAL ESTATE
…KERI - 571201
PHONE No { OFFICE 806
RESI. - 223

رحیم کاٹیج انڈسٹریز

RAHIM COTTAGE INDUSTRIES.
17-A, RASOOL BUILDING.
MOHAMEDAN CROSS LANE
MADANPURA
BOMBAY - 8

نوم۔ چمڑے اور ویلویٹ سے تیار کردہ بہترین۔ معیاری اور پائیدار سوٹ کیس
اٹیچی کیس۔ اسکول بیگ۔ ہینڈ بیگ۔ زنانہ۔ ہینڈ پرس۔ پاسپورٹ کور
اور بیلٹ کے لئے … پرس اور آرڈر سپلائر

ہر قسم اور ہر ماڈل کی

موٹر کار … کی خرید و فروخت اور
تبادلہ کے لئے … کی خدمات حاصل فرمائیے

آٹو ونگس

AUTOWINGS

13 - SANTHOME HIGH ROAD
MADRAS - 600004.
PHONE No. { 76360
74350

ینصرک رجال نوحی الیہم من السماء

(تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے)

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیشکردہ: نرگس احمد، کوثر احمد اینڈ برادرس، سٹاکسٹ جوبلی ڈریسز، مدینہ میدان روڈ، بھدرک ۔ ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)

پروپرائیٹر: شیخ محمد الحسن اکبری ۔ فون نمبر: 294

پندرھویں صدی ہجری غلبہ اسلام کی صدی ہے

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

(پیشکش)

SAIRA Traders

WHOLE SALE DEALER IN HAWAI & PVC CHAPPALS.
SHOE MARKET, NAYA POOL, HYDERABAD-500002.
PHONE NO. 522860.

ارشاد نبوی ﷺ

عِدَةُ الْمُؤْمِنِ كَأَخْذِ الْكَفِّ

(اسی چیز کے متعلق) وعدہ مومن کا اس چیز کے لینے کے برابر ہے ہاتھ میں

(محتاج دعا)

یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے

(ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ)

احمد الیکٹرانکس — کورٹ روڈ ۔ اسلام آباد (کشمیر)

گڈلک الیکٹرانکس — انڈسٹریز روڈ ۔ اسلام آباد (کشمیر)

المپیائر ریڈیو ۔ ٹی وی ۔ اوشا پنکھوں، سلائی مشینوں کی سیل اور سروس

ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے!

(کشتی نوح)

پیشکش: ROYAL AGENCY

C. B. CANNANORE – 670001
H.O. PAYANGADI – 670303. (KERALA)
PHONE NO. PAYANGADI – 12, CANNANORE – 4498

حیدرآباد میں — فون نمبر: 42301

لیلینڈ موٹر گاڑیوں

کی اطمینان بخش، قابل بھروسہ اور معیاری سروس کا واحد مرکز

مسعود احمد ریپیئرنگ ورکشاپ (آغا پورہ)

۴۸۷-۱-۱۶ سعید آباد ۔ حیدرآباد (آندھرا پردیش)

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے" (ملفوظات جلد ہشتم)

الائیڈ گلو پروڈکٹس

بہترین قسم کا سریش تیار کرنے والے

(پتہ)

نمبر ۲۳۰/۲/۲ عقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن حیدرآباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

فون نمبر: ۴۲۹۱۶

"ایمان بغیر اعمال صالحہ کے ادھورا ایمان ہے"

(الحکم ۳۱ مارچ ۱۹۰۳ء)

NIR ®

CALCUTTA-15.

پیش کرتے ہیں:

آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربڑ شیٹ، ہوائی چپل، نیز ربڑ، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!